سرکاری رپورٹ تیرھواں اجلاس

# بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ 23 مئی 1996ء بمطابق 15 جمادی الاول 1417 ہجری


| نمبر شمار | فہرست | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱۔ | آغاز تلاوت قرآن پاک وترجمہ | ۲ |
| ۲۔ | وقفہ سوالات | ۳ |
| ۳۔ | رخصت کی درخواستیں | ۷ |
| ۴۔ | تحریک التوا نمبر ۸ منجانب میر محمد صادق عمرانی | ۸ |
| ۵۔ | غیر سرکاری کارروائی<br>قرارداد نمبر ۹۳ منجانب سردار محمد اختر مینگل<br>(قرارداد منظور کی گئی) | ۱۲ |
| ۶۔ | سردار محمد اختر مینگل کی تحریک التواء پر عام بحث | ۴۰ |

(الف)

1- جناب اسپیکر ______ عبدالوحید بلوچ

2- جناب ڈپٹی اسپیکر ____ ارجن داس بگٹی

1- سیکریٹری اسمبلی ______ اختر حسین خاں

2 جوائنٹ سیکریٹری (قانون) ___ عبدالفتاح کھوسہ

# (ب)
## صوبائی کابینہ کے ارکان

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔ نواب ذوالفقار علی مگسی | پی بی ۲۶ جھل مگسی | وزیر اعلیٰ |
| ۲۔ جام محمد یوسف | پی بی ۳۴ لسبیلہ | سینئر وزیر |
| ۳۔ شیخ جعفر خان مندوخیل | پی بی ۱۴ ژوب | وزیر خزانہ |
| ۴۔ میر عبدالنبی جمالی | پی بی ۲۰ جعفر آباد I | پبلک ہیلتھ انجینئرنگ |
| ۵۔ ملک گل زمان کاسی | پی بی ۲ کوئٹہ II | وزیر ترقیات و منصوبہ بندی |
| ۶۔ میر عبدالمجید بزنجو | پی بی ۳۲ آواران | وزیر لائیو اسٹاک |
| ۷۔ ملک محمد شاہ مردانزئی | پی بی ۱۳ ژوب قلعہ سیف اللہ | حج و اوقاف زکوۃ |
| ۸۔ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ | پی بی ۳۷ تربت I | وزیر تعلیم |
| ۹۔ مسٹر محمد ایوب بلیدی | پی بی ۳۸ تربت II | وزیر مال / ایکسائز |
| ۱۰۔ مسٹر محمد اکرم بلوچ | پی بی ۳۹ تربت III | وزیر اطلاعات کھیل و ثقافت |
| ۱۱۔ مسٹر کچکول علی بلوچ | پی بی ۳۶ پنجگور | وزیر ماہی گیری |
| ۱۲۔ مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی | پی بی ۹ قلعہ عبداللہ II | وزیر آبپاشی و ترقیات |
| ۱۳۔ ڈاکٹر کلیم اللہ | پی بی ۱ کوئٹہ I | ایس اینڈ جی اے ڈی و قانون |
| ۱۴۔ مسٹر عبید اللہ بابت | پی بی ۱۱، لورالائی | وزیر جیل خانہ جات |
| ۱۵۔ مسٹر عبدالقہار ودان | پی بی ۸، قلعہ عبداللہ I | وزیر جنگلات |
| ۱۶۔ سردار ثناء اللہ زہری | پی بی ۳۰، خضدار I | وزیر بلدیات |
| ۱۷۔ میر اسرار اللہ زہری | پی بی ۲۹ قلات | وزیر زراعت |
| ۱۸۔ حاجی میر لشکری خان رئیسانی | پی بی ۲۴ بولان I | وزیر انڈسٹریز معدنیات |
| ۱۹۔ نوابزادہ گزین خان مری | پی بی ۱۸ کوہلو | وزیر داخلہ |
| ۲۰۔ نوابزادہ چنگیز خان مری | پی بی ۱۶ سبی | مواصلات و تعمیرات |
| ۲۱۔ میر خان محمد خان جمالی | پی بی ۲۱ جعفر آباد II | وزیر خوراک |
| ۲۲۔ سردار نواب خان ترین | پی بی ۱۷ سبی / زیارت | وزیر بیاڈ واسا |
| ۲۳۔ سردار محمد طاہر خان لونی | پی بی ۱۰ لورالائی I | وزیر صحت |

| | | |
|---|---|---|
| ۲۴۔ مسٹر طارق محمود کھیتران | پی بی ۱۲ ابار کھان | وزیر خاندانی منصوبہ بندی |
| ۲۵۔ مسٹر سعید احمد ہاشمی | پی بی ۳ کوئٹہ III | مشیر وزیر اعلیٰ |
| ۲۶۔ ملک محمد سرور خان کاکڑ | پی بی ۷ پشین II | وزیر بے محکمہ |
| ۲۷۔ عبدالوحید بلوچ | پی بی ۴ کوئٹہ IV | اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی |
| ۲۸۔ ارجنداس بگٹی | ہندو اقلیت | ڈپٹی اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی |

## اراکین اسمبلی

| | |
|---|---|
| ۲۹۔ حاجی سخی دوست محمد | پی بی ۵ چاغی |
| ۳۰۔ مولانا سید عبدالباری | پی بی ۶ پشین I |
| ۳۱۔ مولانا عبدالواسع | پی بی ۱۵ قلعہ سیف اللہ |
| ۳۲۔ نوابزادہ سلیم اکبر بگٹی | پی بی ۱۹ ڈیرہ بگٹی |
| ۳۳۔ میر ظہور حسین خان کھوسہ | پی بی ۲۲ جعفر آباد / نصیر آباد |
| ۳۴۔ مسٹر محمد صادق عمرانی | پی بی ۲۳ نصیر آباد |
| ۳۵۔ سردار میر چاکر خان ڈومکی | پی بی ۲۵ بولان II |
| ۳۶۔ نواب عبدالرحیم شاہوانی | پی بی ۲۷ مستونگ |
| ۳۷۔ مولانا محمد عطاء اللہ | پی بی ۲۸ قلات / مستونگ |
| ۳۸۔ مسٹر محمد اختر مینگل | پی بی ۳۱ خضدار II |
| ۳۹۔ سردار محمد حسین | پی بی ۳۳ خاران |
| ۴۰۔ سردار محمد صالح خان بھوتانی | پی بی ۳۵ لسبیلہ II |
| ۴۱۔ سید شیر جان | پی بی ۴۰ گوادر |
| ۴۲۔ مسٹر شوکت ناز مسیح | عیسائی |
| ۴۳۔ مسٹر سترام سنگھ | سکھ پارسی |

# بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 23 مئی 1996ء بمطابق 5 محرم الحرام 1417ہجری

(بروز جمعرات)

## زیر صدارت جناب ارجن داس بگٹی - ڈپٹی اسپیکر

بوقت گیارہ بجکر چالیس منٹ صبح صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالمتین اخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۝ صدق اللہ العظیم

ترجمہ : کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں اور نہیں دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کا کیسا (خراب) انجام ہوا حالانکہ بل بولتے میں (وہ لوگ) ان سے بڑھ کرتے اور اللہ (کچھ گیا گزرا) نہیں ہے کہ آسمان و زمین میں اس کو کوئی چیز بھی عاجز کر سکے بے شک وہ سب کے حال سے واقف اور بڑی قدرت والا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

## وقفہ سوالات

**جناب ڈپٹی اسپیکر** : میر ظہور حسین خان کھوسہ سوال نمبر 313 دریافت فرمائیں۔ جناب صادق عمرانی صاحب ہاؤس کے ڈیکورم کا خیال رکھیں۔ میر ظہور حسین خان کھوسہ 313 دریافت فرمائیں۔

**313.X- میر ظہور حسین خان کھوسہ** : کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) آبپاشی اور زرعی ترقیاتی کام کروانے کے لئے کن کن اراکین اسمبلی کو ایک ایک کروڑ روپے دیئے گئے ہیں۔ ان کے ناموں کی تفصیل دی جائے۔

(ب) مذکورہ پروگرام میں حزب اختلاف کے کن کن اراکین اسمبلی کو شامل کیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل بھی دی جائے۔

**وزیر منصوبہ بندی و ترقیات** :

(جواب موصول نہیں ہوا)

**نواب ذوالفقار علی مگسی (قائد ایوان)** : جناب اسپیکر صاحب یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا لیکن میں اس کی تھوڑی وضاحت کرنا چاہوں گا۔ کیبنٹ نے ایک فیصلہ کیا تھا کہ ٹریژری بینچز کے جو ممبران صاحبان ہیں ان کو ڈویلپمنٹ کے لئے ایکسٹرا رقم دی جائے گی۔ اپوزیشن کی طرف سے یہ مطالبہ تھا کہ ہمیں بھی یہ رقم ملنی چاہیئے کیونکہ یہ کیبنٹ کا فیصلہ ہے اسے میں دوبارہ کیبنٹ میں لے جاؤں گا اور امید ہے کہ کیبنٹ اس پر نظرثانی کرکے فیصلہ کرے گی کہ یہ پیسے سب کو ملنے چاہئیں۔

**نواب زادہ محمد سلیم اکبر بگٹی** : جناب والا آدھے اپوزیشن والوں کو تو مرکز سے پیسے مل جاتے ہیں اور آدھوں کو نہ وہاں سے ملتے ہیں اور نہ یہاں سے ملتے

ہیں ان کے لئے تو آپ کو اپنے پاس سے دینا پڑے گا۔

**قائد ایوان** : جناب والا میں سلیم صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کو ایم پی اے فنڈز ملتا ہے پچاس لاکھ روپے پچیس لاکھ واٹر سپلائی کے لئے ملتے ہیں جو ہم صرف ایری گیشن ڈیم کے لئے رکھتے تھے۔ کیبنٹ کا فیصلہ تھا اس لئے مجھے دوبارہ کیبنٹ میں جانا پڑے گا کہ اس فیصلے پر نظرثانی کریں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر** : سردار سترام سنگھ ڈومکی سوال نمبر362 دریافت فرمائیں۔

**سردار سترام سنگھ ڈومکی** : سوال نمبر362

**362.X- سردار سترام سنگھ ڈومکی** :

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) سبی اور نصیر آباد ڈویژن میں درجہ چہارم کے ایسے ملازمین کی تعداد کل کس قدر ہیں جو اپنی ریٹائرمنٹ کی معیاد پوری کرچکے ہیں تفصیل دی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ملازمین ایم ای کے زمانے میں بھرتی شدہ کچھ گینگ قلی ایسے بھی ہیں جن کی عمریں 70' 70 سال کے قریب ہوچکی ہیں لیکن وہ ابھی تک ملازمت کررہے ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور ان ملازمتوں کے ناموں کی تفصیل دی جائے۔

**وزیر مواصلات و تعمیرات** :

(الف) بی اینڈ آر ڈویژن سبی' جعفر آباد' ڈھاڈر ڈیرہ مراد جمالی ڈیرہ بگٹی' کوہلو اور زیارت میں کوئی ایسا ملازم نہیں جن کی معیاد ملازمت پوری ہوچکی ہو۔ بی اینڈ آر ڈویژن جھل مگسی میں ساٹھ سال عمر کی بناء پر ایک روڈ انسپکٹر دو جمعدار اور چھ قلی ریٹائر کئے جاچکے ہیں۔

(ب) بی اینڈ آر ڈویژن جعفر آباد' ڈھاڈر' ڈیرہ مراد جمالی' ڈیرہ بگٹی اور جھل مگسی میں ایم ای کے زمانے کے بھرتی شدہ ایسے کوئی ملازم نہیں ہے جو ابھی تک کام کررہے

ہوں کوہلو ڈویژن 1972ء میں اور زیارت ڈویژن 1987ء میں معرض وجود میں ئے لہٰذا ان میں بھی (ایم ای) کے زمانے کا ایسا کوئی ملازم نہیں ہے۔

363.X- سردار ستارم سنگھ ڈومکی :

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لہڑی سنگ سیلہ ڈیرہ بگٹی روڈ پر ٹریفک کا کافی رش ہے۔ اور وہاں پر گینگ لیبر نہ ہونے کے برابر ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس روڈ پر مزید گینگ لیبر لگانے کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات :

(الف) یہ درست ہے کہ لہڑی سنگ سیلہ ڈیرہ بگٹی روڈ پر ٹریفک کا کافی رش ہے اور وہاں پر گینگ لیبر نہ ہونے کے برابر ہے ڈیرہ بگٹی سنگسیلہ چالیس کلومیٹر تک تین گینگ کام کررہے ہیں سنگ سیلہ سے گوڑی ڈیرہ بگٹی ایریا جو کہ پچھتر کلومیٹر ہے اس پر حکومت نے کسی گینگ قلی کی منظوری نہیں دی ہے۔

(ب) فی الحال مزید گینگ لیبر لگانے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں ہے سنگسیلہ سے گوڑی پچھتر کلومیٹر روڈ پر مزید گینگ لگانے کے لئے 1992ء میں ایس این ای (SNE) بناکر حکام بالا کو بھیجی گئی ہے جس کی تاحال منظوری نہیں پہنچی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : جواب دیا ہوا ہے اس کے علاوہ کوئی ضمنی سوال ہو تو کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : کوئی ضمنی کواسچن سردار ستارم سنگھ ڈومکی سوال نمبر363

سردار ستارم سنگھ ڈومکی : سوال نمبر363

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا اس میں بھی اگر کوئی ضمنی سوال ہو تو کریں۔

**سردار سترام سنگھ ڈومکی** : جناب اسپیکر وہاں پر رش ہونے کی وجہ سے راستہ بالکل خراب ہے۔ گینگ لیبر لگانا وہاں ضروری ہے لڑی گوڑی اور سنگسیلہ ڈیرہ بگٹی کے لئے گینگ لیبر کی منظوری نہ دینے کی کیا وجہ ہے۔

**وزیر اعلیٰ** : جناب اسپیکر صاحب یہ جو ہمارے بلوچستان کے روڈ گینگز ہیں تعداد کا تو مجھے اس وقت علم نہیں ہے کہ کتنے ہیں میرے خیال میں اٹھارہ ہزار کے قریب ہوں گے۔ حکومت ان پر کافی پیسے خرچ کررہی ہے اور بدقسمتی سے آپ کہیں بھی چلے جائیں تو آپ کو یہ روڈ گینگ مین نظر نہیں آئے گا تو گورنمنٹ کا یہ فیصلہ ہے کہ ہم اپنے بجٹ میں روڈ گینگ کی آسامیاں آئندہ نہیں رکھیں گے۔

**میر محمد صادق عمرانی** : جناب اسپیکر (پوائنٹ آف آرڈر) پچھلے سیشن میں قائد ایوان نے اسی فلور پر حکم دیا تھا بلکہ انہوں نے ایک سرکلر جاری کیا تھا جب اسمبلی کا اجلاس ہو تو تمام سیکریٹری بمعہ چیف سیکریٹری کے یہاں موجود ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ چیف منسٹر کے اس حکم کی تعمیل نہ کرکے وہ پورے ایوان اور قائد ایوان کی توہین کررہے ہیں تو اس سلسلہ میں فوری ہدایت جاری کی جائیں چونکہ اسمبلی میں صوبائی خود مختاری کے سلسلہ میں بحث ہورہی ہے وہ یہاں پر موجود رہیں۔

**قائد ایوان** : صاحب عمرانی صاحب کا بڑا اچھا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ یہ فیصلہ ہم نے کیا تھا کہ سب سیکریٹری صاحبان موجود ہوں لیکن بعد میں مجھے چیف سیکریٹری صاحب نے کہا کہ اگر سیشن کے دوران ہم سب یہاں موجود ہوں تو پھر دفتر میں کون بیٹھے گا۔ اس پر میں نے کہا کہ جس محکمہ کے سوالات ہوں اس کا سیکریٹری موجود ہو۔ میرے ہال میں سیکریٹری بیٹھے ہیں شاید آپ کو وہاں سے نظر نہیں آرہے ہیں۔

**میر محمد صادق عمرانی** : جناب والا تمام سیکریٹریوں کو یہاں پر موجود ہونا چاہئے۔ کیونکہ کبھی کبھی ایسی تحریکیں اور تحریک التواء اور ایسے مسائل ہوتے ہیں جنہیں وہ نوٹ کریں۔ جب وزراء یہاں موجود ہیں تو سیکریٹری وہاں کیا کررہے ہیں۔

اس سلسلہ میں

**جناب ڈپٹی اسپیکر** : رخصت کی درخواستیں اگر کوئی ہوں تو سیکریٹری اسمبلی پڑھیں۔

**مسٹر اختر حسین خان (سیکریٹری اسمبلی)** : جناب محمد سرور خان کاکڑ صوبائی وزیر نے سرکاری مصروفیات کی بناء پر 23 اور 22 مئی کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر** : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

**جناب سیکریٹری اسمبلی** : جناب سردار محمد طاہر خان لونی صوبائی وزیر ملک سے باہر تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے 30 مئی تک اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر** : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

**جناب سیکریٹری اسمبلی** : میر عبدالمجید بزنجو صاحب نے طبیعت ناساز ہونے کی بناء پر آج کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر** : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

**جناب سیکریٹری اسمبلی** : میر اسرار اللہ زہری صاحب نے طبیعت ناساز

ہونے کی بناء پر آج کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر** : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

**جناب سیکریٹری اسمبلی** : جناب عبداللہ بابت صاحب سرکاری مصروفیات کے سلسلہ میں کوئٹہ سے باہر تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے 30 مئی تک اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر** : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

**جناب سیکریٹری اسمبلی** : میر ظہور حسین خان کھوسہ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر 22 سے 29 مئی تک اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر** : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

**جناب ڈپٹی اسپیکر** : تحریک التواء نمبر 8 میر محمد صادق عمرانی صاحب پیش کریں۔ (جاری)

**میر محمد صادق عمرانی** : تحریک التواء یہ ہے کہ موسیٰ خیل میں انتقامی طور پر 55 سرکاری ملازمین جن کا تعلق محکمہ تعلیم بی اینڈ آر محکمہ حیوانات، محکمہ سماجی بہبود، محکمہ زراعت، محکمہ داخلہ سے ہے ان تمام افراد کو علاقے کے با اثر قبائلی اور سیاسی شخصیات کے کہنے پر مقامی انتظامیہ نے ان کا تبادلہ مختلف علاقوں میں کرکے پورے

علاقے کے ملازمین کو ہراساں کیا اور ان کے خلاف انتقامی کارروائیاں جاری ہیں ان کے گھروں میں انتظامیہ کے چھاپے جاری ہیں۔ لہٰذا تمام کارروائی روک کر اس اہم مسئلے پر بحث کی جائے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر** : تحریک التواء پیش ہوئی آپ اس کی ایڈمیزبلٹی کے متعلق مختصربات کریں۔

**میر محمد صادق عمرانی** : جناب وہاں پر سیاسی بنیادوں پر انتقامی کارروائیاں کی جارہی ہیں۔ اس سلسلے میں صرف اس تحریک میں غلام محمد ولد عثمان ہائی اسکول میں کلرک ہے گل محمد ولد حاجی جان محمد ہیڈ ماسٹر ہے۔ یہ ایک لمبی لسٹ ہے کوئی 54 افراد کو انتقامی کارروائی کرکے وہاں سے نکالا ہے۔ یہاں پر ایک اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں بیورو کریٹ ہیں ان کے کہنے پر کیا ہے کہ خاندانی جھگڑے ہیں اور اس وجہ سے ہم ان لوگوں کا مختلف جگہوں پر تبادلہ کر رہے ہیں۔ تو ان غریب ٹیچر چپراسی یا لیویز کے سپاہی کا کیا قصور ہے کہ یکمشت وہاں کے 55 افراد کو وہاں سے نکالا گیا ہے اکثریت کا تعلق محکمہ تعلیم سے ہے ان ٹیچروں کا تبادلہ کرکے پورے علاقے میں انہیں ہراساں اور پریشان کیا جارہا ہے یہاں گزشتہ دو ہفتوں سے مختلف علاقوں میں پھر رہے ہیں جارہے ہیں اور ممبران سے رابطہ کر رہے ہیں کہ ہمارا کیا قصور ہے کہ ہمیں تبدیل کیا ہے لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ اس سلسلے میں فوری کارروائی کریں۔ اور قائد ایوان اور وزیر تعلیم صاحب کارروائی کریں اور یہ پورے بلوچستان میں ہورہا ہے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ انتقامی کارروائیاں نہیں ہونی چاہئیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر** : وزیر تعلیم صاحب۔

**ڈاکٹر عبدالمالک (وزیر تعلیم)** : جناب اسپیکر میرے خیال میں جو تحریک صادق صاحب لے کر آئے ہیں۔ اس کی بیک گراؤنڈ تھوڑی سی ہے یہ نہ تو پولیٹکل وکٹامیزیشن ہے نہ کسی کے کہنے پر کیا ہے یہ پیورلی لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ رہا تھا۔ پچھلے

دنوں موسیٰ خیل میں دو ٹرائب کا کسی زمین کے مسئلہ پر آپس میں جھگڑا ہوا۔ اور وہاں پر لوگوں نے مورچہ بندیاں کیں اور لاء اینڈ آرڈر کی جب سچوئیشن پیدا ہوئی تو انتظامیہ کے کہنے پر وہاں ان لوگوں نے کہا کہ ان کو آپ ٹرانسفر کردیں یہ ہم نے پولیٹیکل وکٹامیزشن کے حوالے پر نہیں کیا ہے بلکہ پیور لی لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہوا ہے اب یہ لوگ ہمارے پاس آگئے ہیں ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے کیسز کورٹس میں چل رہے ہیں اور شاید ایک کورٹ نے کچھ چیزوں پر فیصلے بھی دیئے ہیں۔ ہم ڈی سی صاحب سے یا لوکل انتظامیہ سے کنٹیکٹ کرلیں گے اگر وہاں پر اس قسم کی سچوئیشن پیدا ہوتی ہے اور لوکل اینڈ منسٹریشن کسی چیز کو پرپوز کرلے اور ہم اس سے اجتناب کریں تو ہمارے لئے مشکل ہے تو میں اپنے دوست کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے کبھی پولیٹیکل وکٹامیزیشن نہیں کیا ہے یہ پیور لی لا اینڈ آرڈرز کا مسئلہ ہے اور اس وضاحت کے بعد میرا خیال ہے صادق صاحب زور نہیں دیں گے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر** : سردار محمد اختر مینگل صاحب۔

**سردار محمد اختر مینگل** : جناب اسپیکر ڈاکٹر صاحب تو اس کو لا اینڈ آرڈر کی سچوئیشن قرار دے رہے ہیں اگر پولیٹیکل وکٹامیزیشن کی طرف جائیں تو سب سے زیادہ ڈاکٹر عبدالمالک اس سلسلے میں ہوں گے جن کے ہاتھوں میں منسٹری آف ایجوکیشن ہے۔ اپنے اثر و رسوخ کو قائم کرنے کے لئے کرتے ہیں اگر ایک جگہ میاں بیوی ماسٹر ہیں تو میاں کو جیونی بھیج دیتا ہے اور بیوی کو پنجگور بھیج دیتا ہے یہ پولیٹیکل وکٹامیزیشن ہے۔ جو آج تک ان کی چل رہی ہے ہم ساتھ رہے ہیں پچھلے ادوار میں بھی کافی وقت یہ دیکھتے آرہے ہیں اور آج کل بھی یہی ہو رہا ہے خاص کر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں یہ اپنی جگہ حقیقت ہے۔

**وزیر تعلیم** : جناب اس کی وضاحت کرتا ہوں محکمہ تعلیم میں ہم لوگوں نے جتنے لوگوں کو اکاموڈیٹ کیا ہے وہ شاید میری جگہ اختر جان ہوتے تو یہ نہیں کرسکتے تھے ہم نے

آج تک کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا ہے کہ میاں کو ہم نے جیونی بھیجا ہے اور شوہر کو اور ماڑہ اس کی تائید اپوزیشن کے دوست بھی کریں گے ہاں یہ ایک بات ہے کہ ہم نے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں یہ کیا ہے کہ غیر حاضری کے خلاف ہم نے کارروائی شروع کی ہے اور اس میں جتنے لوگ غیر حاضر ہیں چاہے وہ بی این ایم کے ہیں اور میرے خیال میں اختر صاحب کو وہاں پر جو دیا ہے ان کے چوائس کے مطابق دیا ہے اور آج تک ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ہے اس کی کسی بھی رکمنڈیشن کو نگلکٹ نہیں کیا ہے۔

**میر محمد صادق عمرانی** : جناب اسپیکر صاحب یہ بات ہو رہی تھی انتقامی کارروائی کی اگر ہم پورے صوبے میں جائیں تو ہم سمجھتے ہیں تو یہاں بولنے کے لئے مجھے 48 گھنٹے چاہئیں جو یہاں زیادتیاں ہو رہی ہیں دن رات مسلسل 48 گھنٹے میں اس پر دلائل دے سکتا ہوں اور بتا سکتا ہوں کہ یہاں کیا ہو رہا ہے ہم اس بات پر نہیں جا رہے ہیں صرف اتنا کہتے ہیں کہ صرف ایک محکمے میں اتنی زیادتیاں ہوئی ہیں۔

**قائد ایوان** : جناب اسپیکر اگر کسی کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے وہ اٹھ کر بیان کرے میں اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر** : جناب محرک صاحب قائد ایوان کی یقین دہانی کے بعد اپنی تحریک پر زور دیتے ہیں میں یہ پوچھتا ہوں۔

**میر محمد صادق عمرانی** : وزیر اعلیٰ نے کسی اور نکتے پر بات کی ہے میں قائد ایوان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ 37 ٹیچروں کا تبادلہ ہوا ہے اور ڈاکٹر مالک صاحب فرمارہے ہیں کہ لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے لا اینڈ آرڈر کو کنٹرول کرنے کے ضمن میں یہ ہے کہ یہ حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے وہ اسے کنٹرول کرے اب 37 ٹیچروں کا ایک جگہ سے یکمشت تبادلہ کرنا بہت زیادتی ہے اور انتقامی کارروائی ہے۔

**وزیر تعلیم** : جناب ایسی بات نہیں ہے۔

**قائد ایوان** : اگر واقعی ایسا ہوا ہے اور ہمارے ایجوکیشن منسٹر صاحب نے کہا

ہے کہ کوئی پرابلم وہاں پر تھی اور انتظامیہ کے کہنے پر وہاں تبادلے ہوئے ہیں۔ تو وہ لوگ جو ہیں جنہوں نے کہا کہ ہمارا کیس اسمبلی میں اٹھائیں ان چند آدمیوں کو میرے پاس بھیج دیں میں اس کو دیکھ لوں گا۔ اور ان کا مسئلہ حل کردوں گا۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر** : سردار محمد اختر مینگل قرارداد نمبر 93 پیش کریں۔

## غیر سرکاری کارروائی

**قرارداد نمبر 93 منجانب سردار محمد اختر مینگل** : یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ جیسا کہ کسی بھی پرائیویٹ سیکٹر/ ادارے کو (N.O.C) جاری کرتے وقت حکومت یہ شرط عائد کرتی ہے کہ اس ادارے میں 75 فیصد مقامی افراد کو بھرتی کرے گا۔ لیکن ان ہدایات پر پرائیوٹ سیکٹر/ اداروں میں اب تک کوئی عمل درآمد نہیں ہوا ہے بلکہ تمام پرائیویٹ سیکٹر اداروں میں مذکورہ شرط کے باوجود مقامی افراد کو یکسر نظرانداز کیا جا رہا ہے۔ اور غیر مقامی افراد بھرتی کئے جاتے ہیں۔ جو کہ صوبہ کے مقامی بے روزگار ہنرمند نوجوانوں کے ساتھ سراسر ناانصافی کے مترادف ہے۔

لہٰذا پرائیویٹ سیکٹر اداروں کو سختی کے ساتھ پابند کیا جائے کہ وہ (N.O.C) میں عائد شرائط کے مطابق مقامی ہنرمند افراد کو بھرتی کریں۔ تاکہ صوبہ میں بے روزگاری پر کسی حد تک قابو پایا جاسکے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر** : قرارداد پیش ہوئی۔ اس پر بحث ہوگی یا منظور کیا جائے؟

(قرارداد منظور ہوئی)

**جناب ڈپٹی اسپیکر** : یہ قرارداد تو منظور کر رہے ہیں۔ مگر

**سردار محمد اختر مینگل** : منظور تو کر رہے ہیں مگر اس پر عمل درآمد ہو۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر** : سوال یہ ہے کہ قرارداد کو منظور کیا جائے۔

(قرارداد منظور کی گئی)

**جناب ڈپٹی اسپیکر** : سردار محمد اختر مینگل کی تحریک پر میر محمد صادق عمرانی اپنی تقریر جاری رکھیں۔

**میر محمد صادق عمرانی** : جناب اسپیکر! تحریک التواء پر کل سے بحث ہو رہی تھی۔ جناب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ صوبے کے اندر جب سے پاکستان پیپلزپارٹی کی حکومت بنی انہوں نے صوبوں کی آئینی خود مختاری کے حوالے سے سب سے زیادہ انہوں نے ان کا حق دیا ہے۔ جہاں تک خصوصاً" یہاں یہ بات ہو رہی ہے جو بھی یہاں بات ہوتی اس کو اس لحاظ سے منسلک کیا جاتا ہے کہ وفاقی حکومت کی یہ سازش ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں خصوصاً" بلوچستان کے اندر قبائلی جھگڑے فسادات ہو رہے ہیں ان کا آغاز جمالی برادران نے ہی کیا تھا۔ اور آج بھی اس کو سکندر جمالی چیف سیکریٹری چلا رہا ہے۔ اس نے اپنی نجی محفل میں کہا کہ میری یہ خواہش تھی کہ میں بلوچستان کا چیف سیکریٹری بنا اور اکبر بگٹی کو میں زیر کروں۔ اس کی یہ بات جو ایک بہت بڑے عہدے پر فائز ایک آدمی نے کی ہے۔ یہاں جو بھی قبائلی فسادات شروع ہوئے صوبے کے اندر جو بھی کرپشن شروع ہوئی ہے اس کی تمام تر ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ وہ نہ صرف صوبے کے اندر اپنے برادران کی ان سازشوں پر ایمپلیمنٹ کر رہے ہیں بلکہ یہاں پر صوبے کے اندر جو کرپشن ہو رہی ہے اس کی سرپرستی بھی یہ لوگ کر رہے ہیں انتقامی کارروائی کر رہے ہیں۔

**میر محمد اکرم (وزیر)** : جناب محمد صادق عمرانی فرما رہے ہیں کہ چیف سیکریٹری کے آنے سے یہاں فسادات ہو رہے ہیں ایسا نہیں ہے بلکہ یہ قبائلی جھگڑے اس سے پہلے سے بھی ہیں۔ پہلے بھی یہ لڑائی جھگڑے ہوتے رہے ہیں۔

**شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر)** : جناب اسپیکر اگر واقعی صادق صاحب

میں یہ جرات ہے تو وہ اس افسر کا نام لے جس نے نجی محفل میں جمالی صاحب سے یہ بات سنی ہے۔ کہ میں یہ کروا رہا ہوں یا کر رہا ہوں یا میں اکبر بگٹی کو زیر کرنا چاہتا ہوں اگر واقعی جرات میں سمجھتا ہوں یہ فساد کھڑا کرنے کے لئے حقیقت میں یہ باتیں کر رہا ہے۔

**میر محمد صادق عمرانی** : میری اندر جرات ہے۔ آپ یہاں ایک پارلیمانی کمیٹی تشکیل دے دیں میں اس کا بتا تا ہوں۔ میں آدمی بتاؤں گا۔

**میر خان محمد جمالی (وزیر)** : میں ان سے پوچھتا ہوں یہ جو آج بات کر رہے ہیں کہ بلوچستان کے اندر فوج کشی اور لشکر کشی کس نے کروائی؟ پیپلز پارٹی نے انہی لوگوں نے ہم لوگوں نے آج تک جو کچھ بھی کیا ہے بلوچستان کی خیر خواہی کے لئے قوموں کے لڑانے کے لئے نہیں لیکن انہوں نے ہمارے بلوچستان کے اوپر بمباری کی ہے۔ ہیلی کو آپڑ سے لوگوں کو گروایا زندہ لوگوں کو مروایا۔ اور آج یہ باتیں کر رہا ہے اس کو ایسی باتیں کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔

**میر محمد صادق عمرانی** : حق بنتا ہے باتیں کرنے کا حق ہے آپ کی جب باری ہو آپ ضرور بولیں۔ تو جناب اسپیکر ان تمام معاملات میں انہوں نے امان اللہ گچکی کو کہا تھا وہ مالدیپ میں سفیر ہیں ان کا دوست ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں اس جیسا کرپٹ آدمی اس جیسا نااہل آدمی کو اس صوبے میں رہنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا ہے۔

**میر ذوالفقار علی مگسی قائد ایوان** : جناب اسپیکر! پوائنٹ آف آرڈر جناب میں صادق عمرانی صاحب سے یہ کہوں گا کہ ہماری اس اسمبلی کی روایت بھی رہی ہے۔ ہم اپوزیشن میں ہوں یا ٹریژر بینچز پر۔ ہم بلوچوں کی ایک روایت ہے کہ ہم کسی پر ذاتی تنقید نہیں کرتے ہیں کسی کی ذات کو نہیں اچھالتے۔ یہ عمرانی صاحب ہیں وہ جمالی ہیں۔ میں مگسی ہوں مینگل بھی بیٹھے ہیں بگٹی ہیں ہم ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے ہیں ایک دوسرے کے خاندانوں سے تعلق ہیں ہمارے بزرگ آپس میں اچھے تعلق

رکھتے تھے۔ ان کا ایک دوسرے کے ساتھ جو لہجہ تھا زبان تھی وہ اس قسم کی نہیں تھی جو آج اسمبلی میں ہو رہی ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ صادق صاحب یا کوئی اور بھی بولے آپ اس قسم کی زبان کی اجازت نہ دیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر** : حاجی محمد شاہ مردان زئی۔

**حاجی محمد شاہ مردان زئی (وزیر)** : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جناب اسپیکر اختر جان کی تحریک التواء پر تقریر ہو رہی ہے ہر ایک نے اپنا نکتہ نظر پیش کیا ہے کسی نے اپنی پارٹی کی بات کیا ہے۔ کسی نے بلوچ پٹھان کی بات کی۔ کسی نے مسلمان کی بات کی ہے یہ مجھے ابھی تک پتہ نہیں لگا ہے کہ یہ صوبائی خود مختاری کیا چیز ہے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ صوبائی خود مختاری یہ ہے کہ کسی کے اختیارات میں مداخلت۔ ان کے فرائض میں مداخلت ان کی کارکردگی۔ گورنمنٹ بنانے یا گورنمنٹ توڑنے میں مداخلت یہ صوبائی خود مختاری میں مداخلت ہے۔ پہلے صادق عمرانی صاحب نے بہت اچھی تقریر کی لیکن وہ حقیقت پر نہیں تھا اس نے اپنے کو جمہوریت کا چیمپئن بھی قرار دیا۔ اور انصاف دار اور لوگوں کو بھاگنے پر بھی مجبور کیا۔ یہاں تک تو سچ ہے یہاں پر 1969ء میں جب ون یونٹ توڑا گیا۔ یہ صوبہ خود مختاری یا صوبے کو نام دینا یہ یحییٰ خان نے دیا تھا۔ پھر لوگوں کو ووٹ کا حق بالغ رائے کا حق مارشل لاء کے دور میں ہوا۔ 1970ء میں یحییٰ خان نے الیکشن کرایا۔ جب الیکشن ہوا تھا۔ وہاں بنگال میں مجیب الرحمان جیت گیا تھا۔ یہاں پر پیپلز پارٹی اکثریت میں آئی۔ تو آپ لوگوں کو یاد ہو گا کہ یہاں پر یہی نعرہ لگایا گیا۔ کہ ادھر ہم ادھر تم۔ انہوں نے پاکستان کو توڑا عظیم نقصان پہنچایا۔ پھر 1970ء میں ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے سول مارشل لاء یہاں پر نافذ کیا تھا۔ جو وہ خود صدر بھی تھے اور مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بھی تھے۔ جناب میں حالانکہ یہاں وہ نئے آئین کے تحت میں دوبارہ وزیر اعظم بن سکوں انہوں نے وزیر اعظم کا عہدہ بھی 73ء میں اپنے پاس رکھا تھا۔ اور پھر انہوں نے پانچ یا چھ سال حکمرانی کی ہے کہا تھا کہ اس نے ٹھیک کہا کہ ہم نے لوگوں کو

بھاگنے پر مجبور کیا ہے میں مانتا ہوں اس بات کو کہ انہوں نے سب سے پہلے نیپ کی گورنمنٹ کو جو بلوچستان اور صوبہ سرحد میں تھی اس شخص نے جمہوریت پر حملہ کیا۔ میں خود ستار چوک کے جلسے میں موجود تھا۔ جب اس دن انہوں نے بلوچستان حکومت توڑی اور لوگوں کے خلاف ڈنڈے اور پیسے اور دوسرے ذرائع استعمال کئے۔ گورنر راج نافذ کیا اور مجھے یاد ہے۔ جب فرنٹیئر کور نے دیہاتوں میں پہاڑوں میں لوگوں کی عزتیں لوٹیں۔ یہاں فرنٹیئر کور کا کوئی قصور نہیں یہ اس شخص کا قصور تھا۔ جو حکم دے رہا تھا اور جس کے پاس اختیارات تھے۔ فرنٹیئر کور حکم کا تابعدار تھا۔ کسی کو لندن پہنچا دیا کسی کو کابل کو پہنچایا اور کسی کو مار دیا اور لوگوں کی مال مویشیوں کو نیلام کر دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی پیپلز پارٹی تھی۔ یہی جمہوریت کے چمپئن تھے جنہوں نے جمہوریت پر حملہ کیا۔ یہاں پر جمہوری حکومت تھی اور لوگوں کے منتخب نمائندے تھے وہاں صوبہ سرحد میں حضرت مفتی صاحب نے احتجاجاً" استعفیٰ دے دیا۔ کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا۔ ایک سال یا آٹھ ماہ بعد پیپلز پارٹی نے اپنا اثر رسوخ اور پیسے استعمال کر کے بزور شمشیر صوبے میں اپنی حکومت بنائی۔ اس وقت تمام صوبے میں نیپ کا نام سنا تھا لوگ دوسری کسی پارٹی کا نام تک جانتے نہیں تھے چاہے اس وقت بلوچ ہو یا پٹھان ایک پلیٹ فارم پر اکھٹے تھے۔ جناب پھر یہی جمہوریت کے چمپئن نے اس وقت میں تو حیران و پریشان ہوں کہ مولانا صاحب ان کے ساتھ اس طرح بیٹھے ہیں۔ انہوں نے پھر اس وقت یہ سازش کی تھی۔ کہ لوگوں کو قومیتوں میں بانٹا تھا۔ آپ کو یاد ہے کہ جمعیت العلماء پاکستان میں ایک ہزاروی گروپ بنا دیا اور اس میں ایک (پی - این - ایم) اور ایک دوسرا بنا دیا۔ یعنی ساری چھوٹی چھوٹی پارٹیوں میں تقسیم کیا۔ تاکہ ان لوگوں کی طاقت ایک نہ ہو۔ حالانکہ وہ لوگ جانتے تھے کہ خود مختاری کیا اور ہمارے حقوق کیا ہیں۔ ہم نہیں جانتے اس وقت کے لوگ یہ سب کچھ سمجھتے تھے۔ میں ان کو شاباش دیتا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے مولوی صاحب کو ہزاروی گروپ میں شامل کر دیا اور پھر

انہوں نے 1977ء میں جب دوبارہ انتخابات کرائے انہوں نے اس مولویوں کو زبردستی پیپلز پارٹی میں شامل کیا۔ اس کے بعد جناب انہی انصاف پسند لوگوں نے جو عوام کی حقوق کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ ان لوگوں نے 1977ء میں الیکشن کرائے۔ اگر آپ حضرات کو یاد ہو۔ پشین سے یحیٰی بختیار کو منتخب کروایا۔ اگر یحیٰی بختیار کو سو ووٹ مل گیا پشین سے تو استعفیٰ دیتا ہوں۔ یحیٰی بختیار بہت اچھا آدمی ہے وکیل ہے قانون دان ہے انصاف دار ہے لیکن اس کا پشین سے کوئی تعلق نہیں۔ حتیٰ کہ پشین کے لوگ اسے جانتے تک نہیں۔ انہوں نے (ڈی - سی) کو آرڈر دیا کہ بیلٹ بکس بھردو اور یحیٰی خان کو کامیاب کرادو۔ یہی ان کا انصاف ہے اور یہی ان کی جمہوریت ہے جمہوریت کا جہاں تک میرے علم میں ہے۔ یا جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ جمہوریت یہ نہیں جمہوریت یہ ہے کہ میں نے آپ کو برداشت کرنا ہے اور آپ نے مجھے برداشت کرنا ہے اور عوام کے رائے کو برداشت کرنا ہے۔ عوام نے جو ہمیں ووٹ دیا ہے۔ یہ تو بالکل مشہور ہے میں نے آج تک پیپلز پارٹی کے کسی ورکر سے یہ نہیں سنا کہ میں ہار گیا اور وہ جیت گیا اور وہ الیکشن درست ہوئے۔ جب وہ جیت جاتا ہے بزور طاقت تو پھر کہتا ہے کہ یہ ہے جمہوریت ہے۔ اس کے برعکس جب ہم جیت جاتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ چور دروازے سے آیا ہے۔ کیا آپ کا جمہوریت اس چیز کا نام ہی جو پیپلز پارٹی جیتا ہے۔ یا اس چیز کا نام کہ صرف اور صرف بھٹو خاندان جیت جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں ...... مداخلت .....

**جناب ڈپٹی اسپیکر** : صادق صاحب یہ شکوہ جواب شکوہ ہے جس طرح آپ نے بات کی اس طرح دوسروں کو بھی بات کرنے دیں۔ اور آپ تشریف رکھیں۔

**حاجی محمد شاہ مردانزئی** : صادق صاحب آپ حوصلہ رکھیں یہی چیزیں ہیں جمہوریت اور آپ حوصلہ نہیں رکھ سکتے۔ مجھ میں جرات ہے میں نے برداشت کیا ہے۔

**میر محمد صادق عمرانی** : یہی تو جمہوریت ہے کہ ہم آپ جیسے شخص کو برداشت کر رہے ہیں۔

**حاجی محمد شاہ مردانزئی** : میں نے غیر پارلیمانی الفاظ استعمال نہیں کیا بلکہ میں نے ایک حقیقت بیان کی ہے۔ سارے لوگ جانتے ہیں یہ جو حرکتیں آپ لوگوں نے کی ہے۔ جناب دیکھو انہوں نے میری تقریر میں خلل ڈال دیا۔ اور میرے الفاظ ادھر ادھر ہوگئے۔ آپ تاریخ پر نظر دوڑائیں آپ نے کبھی بھی برداشت نہیں کیا اور نہ ہی مانا ہی کہ آپ ہار گئے ہیں۔ جب آپ جیتے ہیں تو جمہوریت ہے۔ اگر آپ ہار گئے تو کہتے ہیں کہ آمر کی حکومت آئی ہے۔ مارشل لاء کی حکومت ہے۔ جناب آپ نے ملک کو توڑا اور یہ ثبوت ہے۔ میری تقریر کے بعد صادق صاحب آپ دلائل دے دیں کہ فلاں شخص نے کیا۔ یہ صوبے تو مارشل لاء نے بنایا اور بالغ رائے دہی کا حق مارشل لاء نے دیا ہے۔ یحیٰی نے دیا۔ آپ نے بنگال کو الگ کیا یہ آپ نے کیا ہے اس کے بعد 1988ء میں پھر مرحوم کی بیٹی اقتدار میں آئی تھی۔ انہوں نے یہاں پر ہمارے بلوچستان پر سب سے پہلے پھر حملہ کیا یہاں نواب اکبر خان بگٹی کا حکومت بن رہی تھی۔ انہوں نے ظفر اللہ جمالی کو وزیر اعلیٰ بنایا۔ جب تین مہینے نہیں گزرے وہ اعتماد کا ووٹ نہیں لے سکے یہ تو ظاہر بات ہے اس نے ظفراللہ کو مشورہ دیا کہ آپ اسمبلی توڑ دیں۔

میں آپ کے ساتھ ہوں انہوں نے اسمبلی توڑ دی گورنر صاحب نے

**نواب ذوالفقار علی مگسی (قائد ایوان)** : جناب اسپیکر صاحب اس کی میں وضاحت کردوں کیونکہ سچ بولنا میرے خیال میں میرے لئے تو ضروری ہے اور ہر ممبر کے لئے جب ظفر اللہ جمالی کی حکومت بنی تھی اور جب اس نے اسمبلی ڈیزالو کی اس کو وفاقی حکومت نے رائے قطعاً" نہیں دی تھی کہ آپ اسمبلی توڑے اس کو رائے میں نے اور سعید ہاشمی نے دی تھی کہ آپ اسمبلی توڑیں۔

**حاجی محمد شاہ مردانزئی** : صرف یہ بات تھی جب وہاں سے کوئی بات آجاتی ہے کہ آپ رائے دے دیں وہ لازمی طور پر وہی رائے دے دیتا ہے تو اشارہ اس طرف سے تھا بعد میں آپ لوگوں سے رائے لی گئی۔

**میر محمد صادق عمرانی** : قائد ایوان کے سچ بولنے کے بعد تو آپ بھی بولنا شروع کر دیں۔

**حاجی محمد شاہ مردانزئی** : میں سچ پر آجاتا ہوں آپ ذرا صبر کریں پھر اس کے بعد......

**نواب ذوالفقار علی مگسی (قائد ایوان)** : شاید اس کو پتہ نہ ہو اس لئے انہوں نے یہ کہا ہے لیکن حقیقت میں نے بتا دی۔

**حاجی محمد شاہ مردانزئی** : یہ شاید اس کے بعد 1988ء میں جب تین مہینے حکومت نہیں چل سکی اس کے بعد......

**میر محمد صادق عمرانی** : جیسا کہ قائد ایوان نے اس بات کو تسلیم کیا کہ سعید ہاشمی اور جعفر مندوخیل نے جی آپ نے ایڈوائز کی تو اس نے اسمبلی توڑ دی۔

**حاجی محمد شاہ مردانزئی** : اس نے تو اپنی رائے دے دی ہوگی یہ مانتا ہوں لیکن جو میرا اعتراض ہے۔

(اس موقع پر جناب اسپیکر وحید بلوچ صدارت کی کرسی پر متمکن ہوئے)

**میر محمد صادق عمرانی** : اس وقت بھی ہم یہ سمجھتے تھے یہ کہتے تھے کہ یہ جو غیر جمہوری قوتیں ہیں......(شور)

**جناب اسپیکر** : صادق صاحب آپ تشریف رکھیں.....(مائیک بند)•

**حاجی محمد شاہ مردانزئی** : اس کے بعد جناب ہمارے ہائی کورٹ نے ایک تاریخی فیصلہ سنایا کہ اس نے اسمبلی بحال کر دی جب اس نے اسمبلی بحال کر دی تو اس وقت اکبر بگٹی کی حکومت بنی تو یہ مجھے شک پڑتا ہے کہ اگر پھر ظفر اللہ جمالی یا کسی اور کی حکومت بنتی تھی پھر ایک جواز تھا لیکن جب ان کی حکومت بنی ضروری یہ ہے کہ یہاں پر اس کی حکومت بنتی تھی آپ نے اس کے ساتھ ناجائز کیا خیر یہ بھی گزر گیا جناب پھر

انہوں نے 1992ء میں پھر ایک سازش بنا کر کے غلام اسحاق خان کے ساتھ میرا شکوہ ہے کہ انہوں نے سازش کر کے جمہوری اداروں کو نقصان پہنچا دیا اور مجھے گھر بھیج دیا۔

**میر محمد صادق عمرانی** : پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر ان کا ٹائم ختم ہو گیا۔

**جناب اسپیکر** : صادق صاحب آپ تشریف رکھیں یہ چیئرمین کی ذمہ داری ہے کہ وہ جس کو جتنا ٹائم دے ختم ہوا ہے یا ہے آپ تشریف رکھیں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بن رہا ہے میں نے کہا کہ یہ چیئرمین کی ذمہ داری ہے کہ وہ جس کو جتنا ٹائم دیں آپ تشریف رکھیں۔

**شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر)** : جناب اسپیکر صاحب یہ صوبائی خود مختاری پر کسی کو بولنے کا اختیار نہیں دے رہے ہیں۔ (مائیک بند)

**جناب اسپیکر** : صادق صاحب آپ تشریف رکھیں یہ آپ کا اختیار نہیں ہے یہ اس چیئرمین کا اختیار ہے آپ تشریف رکھیں کچھ طے نہیں ہوا ہے کل میں نے پروسیڈنگ سنی ہے یہ کچھ طے نہیں ہوا آپ تشریف رکھیں۔

**ارجن داس بگٹی** : جناب قاعدہ اور رول کے تحت اپوزیشن بینچوں سے 15 منٹ اور ٹریژری بینچز سے 30 منٹ کی تقریر۔

**حاجی محمد شاہ مردانزئی** : اور پھر یہ فیصلہ ہوا کہ جتنا منٹ کرتے ہو کرو یہ فیصلہ کل بھی ہوا تھا آپ بیٹھیں میں یہ آپ کی رہنمائی کے لئے کر رہا ہوں کہ آپ اپنی کارکردگی پر اپنے کرتوت پر اپنے اس پر اصلاح کریں گے اور آپ آئندہ کے لئے جمہوری اداروں پر ڈائرکٹ حملہ نہیں کریں گے۔ یہ تو میں ٹھیک بول رہا ہوں میں غلط تو نہیں کہہ رہا ہوں جناب یہ تو بیچ میں مداخلت کرتا ہے انہوں نے اسحاق خان کے ساتھ مل کر مجھے گھر بھیج دیا اور سب کے ساتھ اب یہ تیسری بات ہے کہ وہ پھر آئے اقتدار میں کل صادق عمرانی نے یہ کہا تھا کہ چیف منسٹر صاحب بہت اچھا آدمی ہیں اگر کوئی دوسرا ہوتا تھا تو مجھے جیل بھجواتا تھا میں بھی یہ کہتا ہوں کہ اچھا آدمی ہے وہ ایسا اچھا

آدمی ہے کہ آپ کے ساتھ نرمی کرتا ہے جناب آپ کے سوشل ایکشن پروگرام آپ کے پیپلز پروگرام کیا آپ کی جائیداد ہے یہ ہماری قوم کی ہمارے عوام کا بجٹ پیسے ہے۔

**میر محمد صادق عمرانی** : کل ہم سمجھتے ہیں کہ عوام کا ہے یہاں پر جس طریقے سے آپ اپنی جائیداد بنا کے بیٹھے ہوئے ہیں جو کچھ کر رہے ہیں تو اس پر بھی آپ ذرا بولیں۔

**جناب اسپیکر** : صادق صاحب آپ تشریف رکھیں آپ بار بار اسمبلی کی کارروائی میں مداخلت کر رہے ہیں میں آپ کو آخری وارننگ دیتا ہوں آپ تشریف رکھے۔ (مائیک بند)

**نواب ذوالفقار علی مگسی (قائد ایوان)** : صادق صاحب آپ مہربانی کر کے اپنا ٹائم ملحوظ مت کریں اسپیکر صاحب کو ایسے خطاب نہیں کیا جاتا ہے جیسا آپ کر رہے ہیں مناسب نہیں لگتا ہے ہمارے لئے آپ پہلے بھی میں نے کہا تھا ایسا مت کیا کریں۔

**حاجی محمد شاہ مردانزئی** : جناب یہ اس لئے تھے کہ انہوں نے پیپلز پروگرام چھوڑا تھا۔ وزیر اعلیٰ کا بس نہیں چلتا اگر آج آپ کا پیپلز پروگرام آپ کے سوشل ایکشن پروگرام جو آپ لوگوں میں جو ممبر نہیں ہے جو ایسے لوگوں میں آپ بجلی بانٹ رہے ہیں اور دس روپے کا آٹا اور تیس روپے کی تصویر لگا کر بانٹ رہے ہیں تو یہ اگر وزیر اعلیٰ روک لیں میں شرطاً کہتا ہوں کہ یہ ہماری حکومت دو مہینے چلے گی اور ہمارا بستر گول ہوگا آپ کو تو کھلی چھٹی ہے آپ کو تو آزادی ہے آپ کی مرضی کے آپ کے خواہشات کے مطابق یہ ہو رہا ہے اندھیرے میں تو میں بیٹھا ہوں میں آپ کو نہیں کہہ رہا ہوں میں تو ہر ایک کو کہہ رہا ہوں جو لوگ عوام کی رائے کو تسلیم نہیں کریں گے وہ کیسے جمہوریت کا دعویٰ کر رہا ہے کہ میں جمہوری آدمی ہوں اور میں نے یہ کیا اور وہ کیا آپ کہاں سے جمہوری آگئے آپ نے تو عوام کی رائے کو تسلیم نہیں کیا عوام نے رائے

مجھے دیا اعتماد ہم پر کیا اور بجلی آپ کے پیپلزپارٹی کے ورکرز کے ذریعے تقسیم کی جا رہی ہے یہ صوبائی خو مختاری میں مداخلت نہیں ہے میرے کہنے کا مقصد یہ ہے آپ مجھے چھوڑتے نہیں ہیں میں ان چیزوں کی نشاندھی کر رہا ہوں جو صوبائی خود مختاری میں مداخلت ہے یہ ہمارا حق بنتا ہے عوام نے مجھے بھیجا ہے آپ کا آدمی میرے ساتھ کھڑا تھا اس نے پچاس ووٹ لئے وہ بھی پتہ نہیں کس طرح غلط ہوگیا صوبائی خود مختاری میں مداخلت صرف اور صرف پیپلزپارٹی کرتی ہے صوبائی خود مختاری یہ ہے کہ عوام نے مجھے منتخب کیا ہمارے رائے کو اہمیت دینی چاہئے آپ کو یاد ہے اس طرح نواز شریف کی حکومت بھی آئی تھی بجلی کا سوشل ایکشن پروگرام تھا تو ہر ممبر تین تین کلی دے رہا تھا ابھی ایک نے دیا ہے یہ سارے بیٹھے ہوئے ہیں سارا آپ نے لے کر کے اپنے ورکروں کے ذریعے تقسیم کیا وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ اچھا کیا ہے یہ تو اس نے ہمارے ساتھ برا کیا اگر وہ نہ کرتا تھا تو دو دن کے بعد حکومت ٹوٹ جاتی تھی زبردستی آپ مداخلت کرتے تھے جناب پھر اسی دور میں اسی وقت 1994ء میں آپ کو یاد ہوگا آپ نے فرنٹیئر پر حملہ کیا وہاں کی ایک منتخب حکومت پر

جناب پھر اس دور میں اسی وقت میں 1994ء میں یہ تو آپ کو یاد ہوگا یا آپ بول گئے ہیں آپ نے فرنٹیئر پر حملہ کیا آپ نے ایک منتخب حکومت فرنٹیئر کی جس کی میجارٹی تھی وہی حکومت آپ نے بر طرف کردی بزور شمشیر بزور طاقت پیسے استعمال کر کے اپنے شیرپاؤ کو بیٹھا دیا۔ پروگرام ان کو پتہ ہوتا ہے کہ تمام بجٹ پشاور کی طرف لے گئے یا سندھ کی طرف یا پنجاب کی طرف بلوچستان کو کیا دیا ہے میرا یہ سارا کہنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ آپ نے ابھی تک ذہنی طور پر جمہوریت کو تسلیم نہیں کیا آپ اسی میں اپنے آپ کو بہادر سمجھتے ہیں کہ میں نے فلاں کو بھگا دیا جس کے پاس فوج ملیشیاء پیسے ساری چیزیں ہوں گی میں تو آپ کو پتہ نہیں کہاں بھگا دوں گا آپ کو بھی میں نے ایک دفعہ ٹی وی پر دیکھا تھا لیکن آپ کا قصور نہیں تھا ان لوگوں کا تھا جنہوں نے

آپ کو مجبور کیا آپ کا قائد بھی بھاگا تھا ساری چیزیں تو وہیں ہوئیں باہر لیکن میرا مقصد یہ ہے کہ یہ لوگ جو بھاگتے ہیں یہ لوگ جو روتے ہیں ان کے ساتھ انصاف نہیں ہوتا ہے کیونکہ ہم نے ذہنی طور پر جمہوریت کو تسلیم نہیں کیا جمہوریت کے تقاضے اس طرح نہیں ہیں جو آپ سمجھتے ہیں میں اس طرح یہ آپ کے اس وقت کے لوگوں کی یہ سارے لوگ جانتے ہیں چلو میں اس طرح کرلوں گا یہ سارے لوگ جانتے ہیں کہ عوام کو کس طرح تقسیم کیا ہے یہ جو چھوٹی پارٹیاں اور ادھرادھراس میں تقسیم ہوئی ہے یہ اس لئے ہوئی ہے کہ اس کا اتفاق نہ ہو بلوچستان کے لوگ تھوڑے سخت ہیں اگر وہ اکٹھے ہو جائیں گے ان میں طاقت آجائے گی تو پھر وہ اپنا حق لے سکیں گے۔ اب تو اگر ہم حق مانگتے ہیں تو آپ میرے پاس آجاتے ہیں تو میں چپ ہو جاتا ہوں پھر حق نہیں مانگتا ہوں اسی لئے تو آپ لوگوں نے ہم لوگوں کی تعریف بھی کی تھی اگر ہم حق مانگتے ہیں تو دوسرا تیار ہے وہ آجاتے ہیں اگر آپ نہیں آتا ہے تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ بلوچستان کے لوگ اپنا حق لے سکتے ہیں۔ (مداخلت)

**میر محمد صادق عمرانی** : نہیں وہ بات بھی بتائیں کہ جب پنڈی اسلام آباد شالیمار ہوٹل میں آپ ہمارے ساتھ تھے۔

**حاجی محمد شاہ مردانزئی** : شالیمار ہوٹل میں میں آپ کے ساتھ تھا کس طرح؟

**جناب اسپیکر** : حاجی صاحب آپ اپنی تقریر کریں جو متعلقہ ہے۔

**حاجی محمد شاہ مردانزئی** : صادق صاحب آپ شائد مجھے ابھی تک صحیح نہیں جانتے ہیں اس لئے کہ آپ کا سر کڑاھی میں ہے اور میرا سوکھا دامن میں ہے آپ مجھے پہچان نہیں رہے ہیں میں قسم اٹھاتا ہوں اس فلور پر میں غلط آدمی نہیں ہوں میں پیپلز پارٹی میں نہ شامل ہوا نہ میں نے پیپلز پارٹی کو کبھی تسلیم کیا ہے آپ کو یاد ہوگا میں مسلم لیگ میں تھا مسلم لیگ کے ساتھ تھا اس دفعہ میں سمیع الحق گروپ سے الیکشن لڑا ہوں میں نہ شالیمار باغ گیا نہ میں دوسرے باغ میں گیا یہ آپ کی سوچ ہے اگر میں آپ کی

پارٹی میں شامل بھی ہو جاؤں گا تو میں یہی کہوں گا جو آج کہہ رہا ہوں۔

**جناب اسپیکر** : حاجی صاحب آپ تحریک پر بحث کریں' حاجی صاحب آپ تحریک پر بحث کریں۔

**حاجی محمد شاہ مردانزئی** : اسپیکر صاحب میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ صوبائی خود مختاری میں یہ مداخلت ہے جب وہ ایک صوبے کے اندر دوسرا صوبہ بنائے ہوئے ہیں ایک گورنمنٹ کے اندر دوسرا ایک گورنمنٹ تشکیل دے چکے ہیں۔ باقاعدہ صادق صاحب وہاں پر بجلی تقسیم کر رہا ہے وہاں پر وہ واٹر سپلائی دے رہا ہے۔ اسکول بلڈنگ تعمیر کر رہے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے ہیں اسپیکر صاحب یہ تاریخ گواہ ہوگا کل کے آنے والے لوگ اس کو کوئی بھی نہیں بخشیں گے جب وہ اسکول بنائیں گے تو اس کو ٹیچر کہاں سے دیں گے یہ تو میرٹ پر ہوتا ہے یہ کہاں سے دیں گے ڈاکٹر مالک صاحب تو اس کو ٹیچر ملیں گے یا نہیں جب وہ ہسپتال بنائیں گے تو یہ بھی صوبائی خود مختاری میں مداخلت میں سمجھتا ہوں جب وہ ہسپتال بنائیں گے یہ وہ بے جا بناتے جاتے ہیں ان کا کوئی ڈاکٹر نہیں ہوگا کیونکہ ملازمت تو یہاں سے ملتی ہے جب وہ بجلی دیتے ہیں۔ لوگوں کو یہ پتہ نہیں کس طرح کلی کو دیتے ہیں یہ ہے صوبے میں مداخلت تو وہ کل بول رہے تھے کہ میں بھی صوبائی خود مختاری میں آپ لوگوں کے ساتھ ہوں آپ تو مداخلت کرنے والے ہیں تو ہم آپ لوگوں کو نہیں چھوڑیں گے تو میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم اکٹھے ہو جائیں گے ایک دوسرے کی طاقت بنیں گے۔ ہم میں طاقت ہے بلوچستان کے لوگوں میں۔ ہم اپنا حق لے سکتے ہیں صادق صاحب بہت بور ہو رہا ہے ایک دو چیزیں اور بھی یاد آگئیں تو میرے خیال میں بس ہے آج میں بس اتنا کہوں گا۔ پھر دوسرے کسی اجلاس میں باتیں ہوں گی۔ اگر انہوں نے ایسی کوئی بات کی تو پھر میں جواب دوں گا۔

**جناب اسپیکر** : شکریہ جی

**مسٹر ارجن داس بگٹی** : جناب اسپیکر صاحب میں بھی تقریر کرنا چاہوں گا۔

**جناب اسپیکر** : جی آپ ضرور کریں، مولانا عبدالباری صاحب اس کے بعد آپ تقریر کریں۔

**مولانا عبدالباری** : جناب اسپیکر یہ تحریک التواء جو سردار اختر مینگل صاحب نے پیش کی صوبائی خود مختاری کے بارے میں یہ فوری اہمیت کا حامل ہے وہ اس وجہ سے کہ میں اور ہماری جماعت سمجھتی ہیں کہ پاکستان بننے کے صوبائی خود مختیاری ہے لے کر تمام حقوق تک ایک قسم کا حق بلوچستان کو نہیں ملا ہے نہ صرف بلوچستان بلکہ یہ حق تلفیاں سندھ میں بھی ہو رہی ہیں فرنٹیئر اور پنجاب میں سب کچھ ہو رہا ہے بلوچستان سے لے کر پنجاب میں بالادست قوتوں کے لئے وڈیروں اور جاگیرداروں کے لئے نوابوں اور سرداروں کے لئے خواتین اور تمام بڑے طبقات کے لئے سب کچھ ہیں لیکن عوام پاکستان اور بلوچستان کے عوام کے لئے نہ صوبائی خود مختاری ہے نہ کسی حق کا نام و نشان ہے جناب اسپیکر میں سمجھتا ہوں کہ یہاں بات آئین کی نہیں ہے بلکہ آئین بنا ہوا ہے اور آئین میں کچھ نہ کچھ صوبائی خود مختاری موجود ہے صوبائی خود مختاری اور صوبائی معاملات کی باقاعدہ فہرست اور لسٹ دیا گیا ہے بات ہے آئین پر عمل درآمد کرانے کا کرنے کا میں سمجھتا ہوں کہ یہاں آئین میں جتنی صوبائی خود مختاری بلوچستان کو دی گئی ہے اتنا آئین پر عمل درآمد بھی نہیں ہو رہا ہے یہاں پر آپ سمجھیں کہ سرفہرست گیس کا مسئلہ ہے پاکستان کا سو فیصد میں سے سو پرسنٹ میں سے ساٹھ پرسنٹ گیس بلوچستان سے نکلتی ہے اور باقی تیس فیصد سندھ سے دس فیصد پنجاب سے فرنٹیئر سے ایک فیصد بھی نہیں نکلتی ہے لیکن پاکستان کے آئین میں لکھا ہے اور پاکستان کے آئین نے بلوچستان کے عوام کو یہ تحفظ دیا ہے کہ جتنی ہی گیس بلوچستان سے نکلتی ہے سب سے پہلے گیس کا استعمال اور اس سے استفادہ کرنا بلوچستان کے عوام کا حق ہے یہ ان کا آئینی اور قانونی حق ہے لیکن یہاں سے گیس نکلتی ہے ساٹھ فیصد اور بلوچستان کے عوام کے استعمال کے لئے اور استفادہ کے لئے صرف ڈھائی فیصد اور باقی پنجاب جو ہے ان کا جو

اپنا دس فیصد گیس ہے وہ تو اپنا دس فیصد سے استفادہ کرتے ہیں اور باقی پنجاب کی آبادی کے لئے اور وہاں کی انڈسٹری وغیرہ کے لئے سب چیزوں کے لئے جتنا گیس وہ دیتی ہے وہ بلوچستان سے لے جارہی ہے فرنٹیئر کے زیر استعمال ڈھائی پرسنٹ ہے وہ ڈھائی پرسنٹ کا گیس بلوچستان سے پورا کرتا ہے تو آئین میں باقاعدہ اس چیز کا ذکر ہے کہ سب سے پہلے وہ صوبہ استفادہ کرسکتا ہے کسی معدنیات سے گیس وغیرہ سے جہاں سے وہ معدنیات اور گیس نکلتی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ گیس کے جو محصولات ہوتے ہیں ان کی جو آمدنی ہوتی ہے وہ اسی صوبے کو دینی چاہئے۔ چاہے گیس رائلٹی ہے گیس ڈویلپمنٹ سرچارج ہیں اور دوسری چیزیں ہیں جو آئین میں ذکر ہے۔ ہم قیمت پر جب آتے ہیں یہاں پر ہمارے ایک پرانے اندازے کے مطابق گیس کا فی مکعب فٹ جو بلوچستان سے نکلتی ہے اس کی قیمت ہے پانچ روپے سندھ کے گیس کی قیمت گیارہ روپے اور پنجاب کے گیس کی بائیس روپے قیمت تھی۔ اور اب 44 روپے فی مکعب فٹ پہنچی ہے یہ وہ زیادتیاں ہیں آئین کے ہوتے ہوئے آئین میں جو حق دیا ہے وہ پورا نہیں ہو رہا ہے ان کی جو نوکریاں ہیں وہ لاہور کو مل رہی ہیں لاڑکانہ کو مل رہی ہیں لیکن بلوچستان کے غیور اور غریب نوجوان ابھی تک ان سے مایوس اور محروم بیٹھے ہیں۔ آئین میں بلوچستان کے لئے ایک خاص کوٹہ مختص کیا گیا ہے تین اشاریہ پانچ پرسنٹ۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کوٹے کی بات اس وقت ہو رہی ہے جب یہاں پر ایجوکیشن اور تعلیم نہ ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوٹہ تو ایک سیاسی مسئلہ ہے پولیٹیکل مسئلہ ہے میرٹ اور اہلیت کو نظرانداز کیا گیا ہے لیکن جو کوٹہ 3.5 پرسنٹ مقرر کیا گیا ہے وہ بھی یہاں پر نہیں مل رہا ہے بلوچستان کے بے روزگاروں کو۔ جب میاں صاحب کی حکومت تھی اور یہاں جمالی صاحب کی گورنمنٹ تھی میں اس میں موجود تھا۔ اور ہمارے نوجوان اور لاڑکانے کے نوجوان جن پر ہماری حکومت اسلام آباد کی خاص مہربان ہے وہ جو ہے بغیر ڈاکومنٹس اور کوالیفائیڈ بھی نہیں ہیں۔ ان کی بھرتی ہو رہی ہے یہاں پر جو ترقیاتی فنڈ

ہیں یا غیر ترقیاتی فنڈ ہیں سب کو پتہ ہے دوسرے اور تیسرے صوبوں کے لئے لاہور اور کراچی روالپنڈی کے لئے خصوصی پیکج کے اعلاقات ہو رہے ہیں لیکن کوئٹہ کے لئے نہیں ہے۔ کوئٹہ کی جو پرانی خوب صورتی ہے وہ بھی نظر نہیں آرہی ہے تو جناب اسپیکر! بات صرف آئین کی نہیں بلکہ بات ہے عمل درآمد کی اور میں سمجھتا ہوں کہ ایسی صوبائی خودمختاری پر یقین رکھتے ہیں جس صوبائی خودمختاری سے وفاقی وحدت متاثر نہ ہو اور ہم اس وفاق پر یقین رکھتے ہیں جس وفاق کی وجہ سے یہاں کے عوام کا حق متاثر نہ ہو ہم سمجھتے ہیں کہ یہاں پر جو صوبائیت کی بات ہو رہی ہے۔ لسانی جماعتیں لسانیت کی بنیاد پر اپنی سیاست کر رہی ہیں یہ سب کچھ وفاق کا پیداوار ہے۔ یا پاکستان میں جتنے جرنیل گزر چکے ہیں یحییٰ خان، ٹکا خان، ضیاء الحق تو یہ تین جرنیلوں کی پیداوار ہیں جناب اسپیکر میں سمجھتا ہوں کہ بات صرف آئین کی نہیں ہے اگر آئین میں کچھ نہ کچھ نقص ہے پاکستان میں دو بڑی پارٹیاں ہیں پاکستان مسلم لیگ یا پاکستان پیپلزپارٹی 1990ء میں مسلم لیگ کی حکومت تھی قومی اسمبلی میں اس کی اکثریت تھی۔ تو اس آئینی نقص کو اسے دور کرنا چاہئے تھا اور جہاں تک عمل درآمد کی بات ہے میں سمجھتا ہوں کہ عمل درآمد کے حوالے سے نہ صرف وفاق ذمہ داری ہے بلکہ برا محسوس نہ کریں بلکہ یہاں کی جو قبائلی شخصیات ہیں۔ سینئر منسٹر صاحب خٹک صاحب آئے تھے جب ہم لوگوں نے کیبنٹ کے حوالے سے اپنے کوٹے کی سفارش کی تو خٹک صاحب بات کر رہے تھے کہ کوٹہ خلاف شریعت ہے تو میں نے کہا کہ میاں صاحب کے دور میں جتنی اور باتوں کو خلاف شریعت باتوں کو پروٹیکشن دیا گیا ہے۔ سعودی نظام کو استحکام دیا ہے اگر پنجاب کو سندھ کو دوسرے تیسرے صوبوں کو کوٹہ مل رہا ہے تو اسلام آباد اور وفاقی اداروں میں جو خلاف شریعت چیزیں ہو رہی ہیں تو شریعت کی رو سے کیا وہ جائیز ہیں صرف بلوچستان میں شریعت نافذ ہے۔ تو یہ مختلف قسم کے بہانے بنا رہے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ کوٹہ دے دیں اور یہاں پر جو تقسیم ہو وہ میرٹ کی بنیاد پر ہو۔ اہلیت کی بنیاد پر ہو صلاحیت اور قابلیت کی

بنیاد پر ہو یہاں پر ہمارے نوجوان جو ہیں خودکشی پر مجبور ہیں جناب اسپیکر آپ نے کچھ دن پہلے اخبار میں سنا ہے بلوچستان یونیورسٹی میں ہمارے بلوچستان کا ایک بے روزگار نوجوان خودکشی پر مجبور ہوگیا میں نے اخبار میں پڑھا تھا۔ کچھ دن پہلے ہمارے پشین میں ایک نوجوان کی تعزیت کے لئے یا رو گیا تھا تو وہاں ان کے رشتہ دار بتا رہے تھے کہ لڑکا اسلام آباد گیا تھا اور نوکری کے لئے اپلائی کی تھی روزگار اور پوسٹ کے لئے پھر رہا تھا۔ وہ خرچ کر رہا تھا واپس آگیا ادھر نوکری نہیں ملی تو غرت نفس کی خاطر اور احساس کمتری اور احساس محرومی کے حوالے سے اس نے خودکشی کرلی۔ تو یہاں پر ہمارے نوجوان کو خودکشی پر مجبور کیا جارہا ہے۔

نواب سردار اور خان ہیں وہ بھی اس میں برابر کے شریک ہیں۔ ذمہ دار ہیں اگر ہم پنجاب جاتے ہیں پنجاب میں بھی سیاست میں یا ترقیات پر چند خاندانوں کا قبضہ ہے چاہے شہباز شریف کا خاندان ہے چاہے لغاری صاحب کا خاندان ہے چاہے دوسرے تیسرے خاندانوں کا قبضہ ہے یہ سب پر کچھ خاندانوں کا قبضہ پنجاب پر ہے میں نے دیکھا ہے کہ وہاں پر بے چارہ پنجابی ایک بے چارہ غریب سرائیکی وہ جھونپڑی میں رہائش پذیر ہے اور قوم کا وڈیرہ اور جاگیردار چوہدری صاحب اپنے ایئرکنڈیشن بنگلے میں سے نکلتے ہیں تو دوسری طرف اس کے ساتھ کتا بیٹھتا ہے اور کتے کو صبح ناشتہ دیتے ہیں اور اس ناشتے میں انڈے فراہم کرتے ہیں جو ان کے ساتھ غریب ہوتا ہے جناب اسپیکر جو غریب ہوتا ہے وہ شب و روز اس کے نان پر اور بھوک کی وجہ سے حیران و پریشان ہوتا ہے اور جب وہ بنگلے سے چوہدری صاحب نکلتے ہیں تو وہ اپنے چوکیداروں کو اور اپنے ورکروں کو ہدایت کرتے ہیں یہ جس غریب نے بھی جھونپڑی بنایا ہے جس کی وجہ سے ہمارے بنگلے میں بدبو آرہی ہے اس کو گراؤ۔ وہاں پر یہ سب کچھ ہو رہا ہے پنجاب میں بھی ظلم و جبر ہو رہا ہے اگر پنجاب میں صوبائی خودمختاری ہے وہ بھی چند کے لئے ہے بالادست قوتوں کے لئے۔ وہاں پر انڈسٹری میں چند خاندانوں کا قبضہ ہے ایک گھر میں

انڈسٹری بنایا ہوا ہے والد صاحب بھی چلا رہے ہیں عورت اور مرد سب لوگ مصروف عمل ہیں اور ہمارے یہاں یہ نہیں ہوتا ہے۔ اور سندھ میں بھی آپ کو پتہ ہے سندھ میں جو سہولتیں ہیں صوبائی خود مختاری ہے چند وڈیروں اور جاگیرداروں کے لئے ہے۔ اور بلوچستان میں سب جانتے ہیں ہم سمجھتے ہیں یہ قبائلی نظام جو تھا نواب سردار کی تشکیل ہوئی تھی نواب سردار کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ خود بھی صالح ہو اور جب کبھی دوسرے قبیلے کی جنگ ہو لڑنا ہو تو وہ کوشش کرے کہ قبیلہ قبیلہ کی لڑنے کی بجائے اصلاح کرے۔ لیکن یہاں پر جناب اسپیکر ہمارے نواب سردار ہوتے ہیں ان کی اکثر مصروفیات جو ہوتی ہیں وہ ترقی کی بجائے وہ لڑنے لڑانے پر ان کی صلاحیتیں خرچ ہو رہی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اسلام میں باقاعدہ اس نواب سردار کا تصور ہے۔ اسلام خان اور ملک کو احترام کی نظر سے دیکھتا ہے لیکن وہ نواب جو قوم کی اصلاح بہتری ترقی کے لئے ذریعہ ہو نہ کہ لڑانے جھگڑے کا ذریعہ بنے۔ تو جناب اسپیکر یہ بات ہے کہ یہاں پر اصل ذمہ دار نواب اور سردار ہیں انہوں نے نہ صرف بلوچستان کے قبائل کو مرکز اور وفاق کے خلاف استعمال کیا۔

بلکہ ایک قبیلے کو دوسرے قبیلے کے ساتھ لڑایا گیا ہے قوموں کو آپس میں لڑایا ہے پنجاب اور اسلام آباد کے خلاف لڑایا لیکن خود جا کر لندن میں بیٹھے جائیدادیں بنا رہا ہے اور کابل میں عیاشی اڑا رہا ہے تو میں کہتا ہوں جناب اسپیکر یہ حقیقت ہے چاہے ہمارے اندر کمزوری ہو تو حاجی محمد شاہ صاحب نے فراہم کر دی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ اپنے اندر کا جو اصلاح ہوتا ہے اپنے معاشرے کا ہم اصلاح کریں انہی سیاسی حالات اور ماحول کا ہم اصلاح کریں ہم سمجھتے ہیں وہ صاحبان جو کابل میں بیٹھے ہوتے تھے۔ اس وقت ان کے ورکران کے نواب زادے اور سردار زادے اور ان کے پیروکار جمہوریت کے چیمپئن کی تاریخ بتا رہے ہیں تھے میں واضح کرنا چاہتا ہوں ہمارے جو پشتون لیڈر شپ بیٹھے تھے وہاں پر کابل میں انہوں نے جو تقریر کی ہے کابل سے ابھی

کیسٹ فراہم کریں۔

جناب اسپیکر ایوان کو بتائیں کہ وہ اپنی تقریروں میں نہ صرف بلوچستان کے خلاف جمہوریت کے خلاف بلکہ پاکستان اور پاکستان کے استحکام کے خلاف تقریریں کرتے تھے اور سازشیں بنا رہے تھے اور میں یہ سمجھتا ہوں انہوں نے بلوچستان اور بلوچستان کے مختلف قبائل کو کون سی ترقی اور خوشحالی دی ہے۔ ہمارے ایک خان صاحب اسلام آباد میں انٹرویو دے رہے تھے کسی صحافی نے سوال کیا تھا کہ آپ جب کابل گئے تھے تو آپ کی مصروفیات کیا تھی تو خان صاحب جواباً" فرما رہے تھے کہ ہماری تین قسم کی مصروفیات تھیں پہلا یہ کی کہ ہم رات کو بیٹھ کر صبح سویرے تک ساز اور سرنا ڈھول باجے کے ساتھ بیٹھتے رہتے تھے اور اپنی طبیعت سازی کر رہے تھے اور دوسری مصروفیت مرغیاں اور اور کبوتر اڑانا جبکہ تیسری مصروفیت یہ تھی جو بھی نیا صدر آتا تھا اس کے ساتھ تصویر کھینچواتا تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ جمہوریت کے لئے ہم نے بھی قربانیاں دی ہیں علماء صاحبان پر جو تنقید ہو رہی ہیں چاہئے حاجی صاحب کے طرف سے مذہبی وزیر کے حوالے سے شاید اگر علماء نہ ہوتے پاکستان کا وجود ہی نہ ہوتا اگر علماء نہ ہوتے تو 1988ء میں حاجی محمد شاہ نہ جیتا اگر علماء نہ تھے تو ان کی وزارت نہ تھیں۔

**ڈاکٹر کلیم اللہ خان** : پوائنٹ آف آرڈر مسٹر اسپیکر یہ کردار کشی کے لئے کھڑا ہیں ڈائریکٹ کردار کشی کر رہا ہے اور ڈائریکٹ لوگوں کو گالی دے رہا ہے یہ پراونشل اٹانومی کی باتیں ہو رہی ہیں۔

**مولانا عبدالباری** : ڈاکٹر صاحب آپ پہلے سب کچھ بولے تھے۔

**ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر)** : اور سب سے پہلے مولانا فضل الرحمان نے قائداعظم کے متعلق کیا کہا پتہ ہے اس کو کہا کہ فراڈ اعظم ہے اخبارات موجود ہے تو وہ نہیں کہہ رہے تھے کہ پاکستان کے تصور کو پاکستان کے اس کو تم نے فراڈ اعظم کہا ہے اور ابھی ہم کو کہتے ہو کہ تم نے جو کچھ بھی اس ملک کے ساتھ جو کیا۔

**جناب اسپیکر** : ڈاکٹر صاحب آپ تشریف رکھیں ڈاکٹر صاحب آپ تشریف رکھیں۔

**مولانا عبدالباری** : جناب اسپیکر میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کی جو قوموں اور قبائل کی جو صلاحیتیں تھیں ان کا ان کے ساتھ مناسب یہ تھا کہ وہ صلاحیتیں صوبائی خود مختاری کے لئے ہم استعمال کریں لیکن ہمارے نوابوں اور سرداروں ہمارے قبائلی سرداروں نے قبیلے کو قبیلے کے ساتھ لڑایا ہے حمید زئی اور غیبی زئی کی شکل میں بگٹی اور رند کے شکل سے دوسری تیسری چیزوں کی شکل سے ہم نے بھی جمہوریت کے لئے قربانیاں دی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑی قربانی مولانا عبید اللہ سندھی نے دی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر جتنے ہمارے قوم پرست دوست بیٹھے ہیں انہوں نے محمود الحسن دیوبندی، مولانا عبید اللہ سندھی، حسین احمد مدنی کے ہاتھ پر بعیت کیا ہے اور آپ نے ہم سے سیاست سیکھی ہے دیوبندی نظام سے آپ ادھر ادھر نہیں کرسکتے تو جناب اسپیکر میں سمجھتا ہوں یہاں پر ہم سب کچھ دے رہے تھے جیلیں ہم سے بھر رہی تھیں مدارس اور مساجد سے جلوسیں ہم نکالتے تھے مارشل لاء کے خلاف ہم سینہ بہ سینہ لڑ رہے تھے لیکن یہ لوگ حبیب نالے کے راستے سے جا کر کابل میں بیٹھے ہوتے تھے میں یہ پوچھتا ہوں جناب اسپیکر ہم آپ کی جمہوری کوشوں کو جمہوری جدوجہد کا جناب اسپیکر میں احترام کرتا ہوں عبدالصمد خان اچکزئی مرحوم کا میں احترام کرتا ہوں اس کے خاندان کو ہم احترام کی نظر سے دیکھ رہے ہیں جناب اسپیکر جمہوریت کے حوالے سے یہاں پر سردار عطاء اللہ مینگل کا نوجوان لڑکا صمد خان اچکزئی مرحوم مولانا شمس الدین شہید انہوں نے قربانی دی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہیں حقیقت پسندی سے کام لینا چاہئے تو جناب اسپیکر میں یہ سمجھتا ہوں۔

**مسٹر جعفر خان مندوخیل** : (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر مولانا صاحب کی معلومات کے لئے میں بتاؤں گا کہ مارشل لاء کی حکومت میں جے یو آئی بھی

شامل تھی صوفی صادق کھوسو جو تھا اور جناب اسپیکر مارشل لاء ضیاء الحق کی چھتری کے نیچے تو یہ تاریخی حقائق ہیں۔

**جناب اسپیکر** : جی مولانا صاحب۔

**مولانا عبدالباری** : یہاں پر قوم پرست جماعتیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ قوم پرست جماعتوں نے بلوچستان کے قوموں کو احساس کمتری اور احساس محروی کے سواء کچھ نہیں دیا بلوچستان کو وفاق کے خلاف لڑایا ہے پنجاب کے خلاف لڑاتے تھے امریکہ کے خلاف جب کوئی چمن روڈ سے آتا تھا جناب اسپیکر اس وقت اگر کوئی مرتا کسی ایکسیڈنٹ سے تو ہمارے دوست قوم پرست اور لسانی پرست ساتھی بتا رہے تھے کہ یہ امریکہ کی سازش ہے لیکن سویت یونین کے خاتمے کے بعد آج ان کا قبلہ تبدیل ہوگیا ہے۔ ان کے قبلے کا رخ اب امریکہ کی طرف سے اگر ہم اس کو نشہ بھی دے تو وہ امریکہ کے خلاف نہیں بول سکتے..... (مداخلت)

**مولانا عبدالباری** : جناب اسپیکر انہوں نے پشتونوں کو پنجاب کے خلاف لڑایا بیٹھ گئے ہماری لیڈر شپ پر بیٹھ گئے ہاتھ کو ہاتھ میں دیا۔

**جناب اسپیکر** : ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب آپ تشریف رکھیں ڈاکٹر صاحب آپ تشریف رکھیں۔

**جناب اسپیکر** : جی مولانا باری صاحب بات یہ ہے کہ یہ جمہوری اشو ہے یہ تحریک التواء بڑا ثواب کا کام ہے یہ سارا کریڈٹ سردار صاحب کو پہنچتا ہے تو جناب اسپیکر اس کا ثواب و جزا سردار صاحب کو مل سکتے ہے۔

**جناب اسپیکر** : خان صاحب آپ تشریف رکھیں۔

**مولانا عبدالباری** : تو جناب اسپیکر پشتون کو پنجاب کے خلاف لڑایا گیا اور بتایا گیا کہ دس لاکھ افغان کا قاتل وہ پنجاب ہے وہ میاں نواز شریف ہے کیونکہ میاں نواز صاحب فرمارہے تھے کہ اگر کابل روس سے رہا ہوگئے آزاد ہوگیا تو جنرل ضیاء الحق

صاحب وہاں پر جا کر مسجد میں دو رکعت شکرانے کا نفل پڑھیں گے۔

**جناب اسپیکر** : اس لفظ کو اسمبلی کی کارروائی سے حذف کردیا جائے۔ مولانا صاحب آپ اپنی تقریر کو مختصر بھی کریں اور جو نفس مضمون تحریک کا ہے اس تک محدود رہیں۔

**مولانا عبدالباری** : جناب والا آپ مجھے چھوڑ دیں تاکہ میں حقیقت کو واضح کروں اس کے بعد آپ ہمیں گولی سے ماردیں۔ سزا دے دیں یا اسمبلی سے نکال دیں لیکن بات حقیقت کی ہے ہم حقیقت کے لئے اسمبلی ممبرشپ سے استعفی دینے کے لئے تیار ہیں تو پشتون کو بلوچ کے خلاف لڑایا گیا۔ ایک زرعی کالج پر قاتل اور مقتول ایک کیبنٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

**مسٹر جعفرخان مندوخیل وزیرخزانہ** : جناب اسپیکر میری مولانا صاحب سے گزارش ہوگی کہ حدود کے اندر رہتے ہوئے بھی اچھے الفاظ استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ (آپس میں باتیں اور مداخلت)

**جناب اسپیکر** : مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں کچکول علی بول رہے ہیں۔

**میر کچکول علی ایڈووکیٹ** : جناب اسپیکر صاحب میرے خیال میں مولانا صاحب ایک سنجیدہ آدمی ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ اپنی حد میں رہیں۔ (مداخلتیں)

**مولانا عبدالباری** : جناب ہم بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرتے ہیں آپ کے ساتھی مداخلت کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر کے حکم سے کارروائی سے حذف ہوا۔

**جناب اسپیکر** : کچکول علی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں مولانا عبدالباری صاحب آپ اپنی تقریر مختصر کریں۔

**مولانا عبدالباری** : جناب اسپیکر صاحب کل فیصلہ ہوا تھا کہ یہ ایک اہم ایشو

ہے صادق صاحب نے کل بھی تقریر کی اور آج بھی تقریر کرتے رہے کیوں نہ کریں ہم جمہوریت کے حوالے سے بات کریں۔ میری جو تقریر کا وقت ہوتا ہے سب وزراء صاحب نے اسے خراب کردیا یہ بھی ان کی طرف سے کوئی سازش ہے کم از کم اس سازش کو بے نقاب کریں آئی ایس آئی کی سازش ہے راستے میں جارہے تھے محمود خان کے ساتھ کوئی بم کا قصہ ہوا تھا۔

**جناب اسپیکر** : مولانا صاحب آپ اپنی تقریر صوبائی خود مختاری تک محدود رکھیں۔

**مولانا عبدالباری** : جناب اسپیکر حقیقت یہ ہے زرعی کالج ہمارے صوبے کے لئے ایک اہم پروجیکٹ تھا۔ واپس ہوگیا نہ ہمیں وہ پروجیکٹ ملا وہ بھی صوبے کا حق تھا صوبائی خود مختاری کا ایک شعبہ تھا ایک حصہ تھا زرعی کالج____ (شور)

**جناب اسپیکر** : کچکول علی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

**مولانا عبدالباری** : قیمتی جانیں ضائع ہوگئیں۔ قاتل مقتول دونوں بیٹھے ہیں کسی قاتل مقتول کا پتہ نہیں ہے۔ پشتون بلوچ کے ساتھ قوم پرستوں کی غداری ہے اسے ہم بے نقاب کرنا چاہتے ہیں فلور پر اور سب افسر یہ جانتے ہیں جناب اسپیکر میں سمجھتا ہوں کہ گلستان میں جو کچھ ہورہا ہے اور ڈیرہ بگٹی میں جو کچھ ہورہا ہے یہ بھی صوبائی خود مختاری کا حصہ ہے آئین میں باقاعدہ اس کا ذکر ہے میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی خود مختاری پر عمل درآمد نہیں ہورہا ہے کیونکہ ہمارے جو وفاق کے ادارے ہیں انہوں نے جو میں نے محسوس کیا ہے بلوچستان کے چوتھے حصہ کو بھی تسلیم نہیں کیا ہے جبکہ آئین میں بلوچستان کو صوبے کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے لیکن ہمارے وفاق کے جو ادارے ہیں یعنی سرکاری ادارے ہیں۔

**جناب اسپیکر** : مولانا صاحب آپ کہہ رہے ہیں کہ جو وفاق کے خلاف لڑے ہیں وہ سارے غدار ہوگئے ہیں ابھی آپ خود تسلیم کررہے ہیں۔

**مولانا عبدالباری** : جناب اسپیکر ہم حقائق بتاتے ہیں یہ ذمہ دار صرف وفاق کے لوگ کی نہیں ہے بلکہ وفاقی ادارے بھی ہیں۔ نواب سردار جو اچھے ہیں وہ تو اچھے ہیں جو برے ہیں میں ان کی بات کرتا ہوں یا قوم پرست جماعتیں یہ جو تین قوتیں ہیں ان کو صوبائی خود مختاری پر عمل درآمد کرنے کا ذمہ ٹھہراتا ہوں۔ جناب اسپیکر ڈاکٹر صاحب اور ہمارے دوست بار بار مداخلت کرتے ہیں۔

**قائد ایوان** : جناب والا میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ میں مولانا صاحب سے اتنی گزارش کروں گا کہ انہوں نے وفاقی اداروں کو کچھ نواب سرداروں کو اور نیشنلسٹ پارٹی کو ذمہ دار قرار دیا ہے کہ یہ ان کی ذمہ داری ہے حالات ایسے ہیں۔ تو نواب سردار تو صوبے میں کافی ہیں کچھ اسمبلی کے اندر ہیں اور کچھ باہر بھی بیٹھے ہیں نیشنلسٹ پارٹی کچھ گورنمنٹ میں ہیں کچھ باہر بھی ہیں اور کچھ الیکٹ ہی نہیں ہوئی ہیں آپ ان کے بارے میں وضاحت کریں۔ (آپس میں باتیں)

**مولانا عبدالباری** : جناب والا وضاحت تو میں نے کردی ہے آپ کے دائیں اور بائیں بازو۔ مگسی صاحب احترام کے ساتھ آپ کے دائیں اور بائیں بازو کی قوم پرست ہیں وہ ذمہ دار ہیں۔

**قائد ایوان** : آپ ان کا نام لے لیں آپ ان کا نام کیوں نہیں لیتے؟

**مولانا عبدالباری** : میں ان کا نام لیتا ہوں پشتون خواہ آپ کو پتہ ہے تو جناب اسپیکر بات یہ ہے کہ----

**جناب اسپیکر** : ڈاکٹر صاحب آپ تشریف رکھیں۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔

**ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر)** : مولانا صاحب میری ایک منٹ بات سنیں۔ کیا صوبائی خود مختاری کے لئے یہ نیشنلسٹ لڑ رہے ہیں یا جمعیت لڑ رہی ہے۔ یہ دنیا حاضر ہے نیشنلسٹوں کی لڑائی کس چیز پر ہے وہ تو مکمل صوبائی خود مختاری کے لئے ہے۔ آپ

کونسی لڑ رہے ہیں۔ شور مداخلت

**جناب اسپیکر** : خان صاحب آپ تشریف رکھیں۔ خان صاحب آپ تشریف رکھیں آپ بار بار غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کررہے ہیں ان کا مائیک بند تھا وہ باتیں کارروائی میں شامل ہی نہیں ہوں گی جناب مولانا عبدالباری صاحب۔

**مولانا عبدالباری** : جناب اسپیکر ایسے حالات ہیں میری جو تقریر کا وقت تھا انہوں نے اسے پوائنٹ آف آرڈر کی نظر کردیا آپ ایسے ممبران کو جو پارلیمانی آداب سے ناواقف ہیں انہیں ذرا پارلیمانی آداب پڑھوائیں اور اختر صاحب پڑھواسکتے ہیں مفت بغیر تنخواہ۔ جناب اسپیکر بات یہ ہے کہ یہاں پر آئین پر عمل در آمد نہ ہونے کی بات ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب لوگ اس سب کے ذمہ دار ہیں جناب اسپیکر بات یہ ہے کہ ہماری جماعت کے منشور میں بھی یہ بات شامل ہے ہم کرنسی دفاع تجارت اور خارجہ پالیسی کے علاوہ چاہتے ہیں کہ باقی تمام معاملات صوبے کے حوالے کردیں اور کرنا چاہئے لیکن صوبے کے حوالے کیوں نہیں ہوتے ہیں۔ 1970ء سے لے کر آج تک صوبائی خود مختاری کی بات ہورہی ہے۔ وفاق کی طرف سے زیادتیاں ہورہی ہیں۔ زیادتیاں سب نے کی ہیں تیرا سال پیپلز پارٹی کی حکومت رہی ہے 43 سال مسلم لیگ کی حکومت رہی ہے۔ جرنیلوں نے اسلام کے نام پر اور ان سب نے حکومتیں کی ہیں ہم لوگ اس وقت ان کے خلاف اور تحریک بحالی جمہوریت کے لئے لڑ رہے تھے۔ ہماری مسجدوں سے جلوس اور تحریکیں نکلتی تھیں۔ ہم جیلوں میں بیٹھے تھے۔ ہم پریشان بیٹھے تھے اور آپ انشاء اللہ آئندہ دیکھ لیں گے جناب اسپیکر یہ موقع آئے گا۔

**مسٹر جعفر خان مندوخیل (وزیر خزانہ)** : جناب والا یہ بات مولانا مفتی محمود کے وقت میں تھی آج جو جدوجہد جو ہورہی ہے وہ آئی آئی چندریگر بلڈنگ کی منظوری کے لئے ہورہی ہے آج کی جمعیت وہ جمعیت نہیں ہے۔

**جناب اسپیکر** : جعفر خان مندوخیل صاحب آپ تشریف رکھیں۔

**مولانا عبدالباری** : جناب والا! اگر جعفر صاحب نے مفتی محمود کے خاندان پر ایک نکتہ ثابت کردیا تو خدا کی قسم میں اس اسمبلی کی ممبرشپ سے استعفیٰ دیتا ہوں۔ اگر میں نے میاں صاحب اور چوہدری شجاعت کے خاندان پر شہباز شریف کے خاندان پر جو اس وقت نیشنل بینک کے ان پر 321 (تین سو اکیس) ملین بقایا جات ہیں ان کے سر پر یہ کہاں سے بیس (20) انڈسٹریز کے مالک بن چکے ہیں۔ پنجاب کے بیچارے لوگ جو غربت کی وجہ سے اور بھوک کی وجہ سے مرجاتے ہیں ان کے گھر والے بھوک کی وجہ سے مرجاتے ہیں۔ تو آپ کریکٹر کی بات نہ کریں میں سمجھتا ہوں کہ جتنے سیاسی پارٹی کے ورکر بیٹھے ہیں پاکستان میں میں اپنا کریکٹر ان کے ساتھ تلوانا چاہتا ہوں ہائی کورٹ سامنے چیف جسٹس کو بلوائیں وہ تولیں۔ توازن کریں کہیں تو آپ کو جج مقرر کرتا ہوں۔ افسر صاحبان یہاں بیٹھے ہیں ان کے پاس ہمارے وزراء کا کریکٹر پڑا ہوا ہے جناب اسپیکر صاحب! دو چیزیں ہیں ایک چیز تو یہ ہے کہ وفاقی اداروں نے ہمارے بلوچستان کا جو صوبہ ہے اسے دل جان سے قبول نہیں کیا ہے۔ ایک اور دوسری بات یہ ہے 1970ء سے لے کر آج تک صوبائی خود مختاری کا جتنا حصہ اور جتنا شعبہ اور شیئر جتنا آئین میں موجود ہے اس پر عمل درآمد نہیں ہورہا ہے اس کی دوسری بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہاں پر جتنی صوبائی حکومتیں بنتی ہیں وہ اکثریت کی بنیاد پر نہیں ہوتی ہیں کیونکہ ہمارے سامنے جو حکومت ہے وہ بھی مختلف پارٹیوں کی بنی ہوئی مخلوط حکومت ہے۔

قائد ایوان کے ساتھ اکثریتی پارٹی نہیں ہے وہ تو مجبور ہو کر وفاق میں صوبائی خود مختاری پر عمل درآمد کرنے کی جو بات ہے وہ نرم لہجے سے کرتے ہیں جناب اس وقت نرم لہجے اور شریف لہجے سے کچھ نہیں ہوسکتا ہے۔ جمعیت العلمائے اسلام کے کارکن کی قیادت ان کے ایم پی اے سینیٹرز ایم این اے آپ کے ساتھ گئے تھے۔ گیس ڈویلپمنٹ سرچارج کا جو معاملہ تھا۔ ہم لوگوں نے ساتھ دیا تھا انشاء اللہ صوبائی خود مختاری میں بھی ساتھ دیں گے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ پاکستان میں اصل مسئلہ ہے

نظام کا۔ یہاں پر نہ سیاسی نظام ہمارا ہے نہ یہاں پر ہمارا اپنا پارلیمانی نظام ہے اور نہ اقتصادی اور انتظامی نظام ہمارا ہے آزادی سے پہلے انگریزوں کی حکومت تھی برطانیہ کی بالادستی تھی اور آج یہاں پر امریکہ کی بالادستی ہے۔ آج ہماری لیڈر شپ جاکر امریکہ میں وائیٹ ہاؤس میں تو یہ کرتی ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہم بنیاد پرست مسلمان نہیں ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں میاں صاحب اور پی پی دونوں جاکر بنیاد پرستی سے توبہ کرتی ہیں تو جناب یہاں مسئلہ اصل نظام کا ہے جب تک کوئی ملک میں اصل نظام نہ ہو ملک میں جب تک کوئی بہترین سسٹم نہ ہو۔ جب تک ریل اپنی لائن پر نہ چلے تو ریل تباہ ہوجائے گی۔ اصل مسئلہ ہے ملک میں صحیح نظام اور سسٹم کا اور نظام نہ ہونے کے ذمہ دار یہاں پر تین طبقے ہیں ہماری سیاسی لیڈر شپ ہمارے حکمران ہمارے قبائلی شخصیات۔ اگر یہ تین طبقات ایک سسٹم پر اتفاق کریں ملک کے ایک فطرت نظام پر جس پر پاکستان بنا ہے۔ جس کی بنیاد پر قرارداد مقاصد حاصل ہوا تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ لا الہ الا اللہ۔

جس میں پاکستان کے آئین میں باقاعدہ ذکر ہے جب تک پاکستان کا وجود اس سسٹم پر نہ چلائیں نہ بلوچ کو حق ملے گا نہ پشتون کو۔ پنجاب میں بھی جبرا استبداد ہوگا۔

**جناب اسپیکر** : مولانا صاحب آپ اپنی تقریر کو وائنڈاپ کریں۔

**مولانا عبدالباری** : جناب ٹھیک ہے ہم تاریخ کے حوالے سے جس طرح پنجاب اور وفاق کی مداخلت کی مذمت کرتے ہیں۔ اتنی ہی امریکی مداخلت کی مذمت کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر امریکہ نے ہمارے دین میں مداخلت کی ہے دس لاکھ اسرائیلیوں کے ذریعے بیت المقدس پر قبضہ کیا ہوا ہے اور اقوام متحدہ کے ذریعہ خانہ کعبہ کا منصوبہ بنایا ہوا ہے۔ امریکہ نے افغانستان میں مداخلت کی اور یہاں پر بھی پاکستان میں جب بجٹ بنتا ہے تو ورلڈ بینک کے افسران آتے ہیں ایشین بینک کے جو صاحبان آتے ہیں وہ مشورے دیتے ہیں۔ بلکہ وہ آرڈر کرتے ہیں کہ اتنا ٹیکس لگاؤ۔ اتنا قرضہ لے لو اتنا ڈویلپمنٹ کرو اتنا ترقیاتی بجٹ ہو اور اتنا غیر ترقیاتی بجٹ ہو تو ہم سمجھتے

ہیں کہ امریکہ نے پورے عالم اسلام میں مداخلت کی ہے اور اس کا جنگ پورے عالم اسلام کے ساتھ ہے۔ تو ہم سب مسلمان ہیں۔ تو ہم امریکی مداخلت کی مذمت کرتے ہیں۔ اور جہاں تک حاجی صاحب نے مولوی صاحب نے اس پر تنقید کی ہے تو ان سے گزارش ہے کہ آپ کی ممبرشپ آپ کی وزارت مولویوں کی پیداوار ہے اور اگر ان کو مولوی صاحبان سپورٹ نہ کرتے تو آپ جیت نہیں سکتے تھے۔ اور ہمارے اکابرین غلام غوث ہزاروی اور دیگر نے پاکستان کو بنایا ہے۔ اگر شبیر احمد عثمانی نہ ہوتے تو یہ قرارداد مقاصد پیش نہ ہوتا۔ اور انہوں نے پاکستان بنایا ان کی وجہ سے برطانیہ کے انگریز چلے گئے تھے۔ انگریز اس بات کو خود مانتے ہیں اور آخری بات صوبائی حکومت بھی اپنے رویئے پر نظرثانی کرے۔ ہم ان کے ساتھ ہیں۔ جتنے اضلاع ہیں کیا ان میں صرف ڈیم مکران۔ خضدار نصیر آباد میں بن سکتے ہیں ضلع پشین میں نہیں بن سکتے ہیں ان کے رویئے میں جو عدل انصاف کی کمی ہے جب تک وہ اپنے کریکٹر پر نظرثانی نہ کریں گے تب تک وہ کرپشن کو کم نہ کریں تو جناب اسپیکر پشین میں یہ پوزیشن ہے کہ جب کوئی ٹینڈر ہوتا ہے تو ان کے غنڈے آکر اریگیشن کا جوایکسین ہوتا ہے ان کو دھمکی دے کر ٹھیکہ حاصل کرتے ہیں۔ میں ایوان میں ثابت کرسکتا ہوں اور ان لوگوں کا یہ رویہ ہے۔

**مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی** : جناب یہ غلط کہہ رہے ہیں۔

**جناب اسپیکر** : آپ تشریف رکھیں میں آپ کو بار بار کہہ رہا ہوں اگر زیادہ اعتراض ہے تو کل ایک بیان دے دیں۔

**مولانا عبدالباری** : جناب اسپیکر ہم ساتھ ہیں بجٹ بن رہا ہے اور بجٹ مال سے بنتا ہے اور اگر مال نہ ہو تو بجٹ کیسے بنے گا اور کرپشن کا ہو تو بجٹ نہیں بن سکتا ہے۔

جمعیت العلمائے اسلام اپنے ورکرز سے لے کر آخر تک مسجد کے محراب سے لے

کر سڑکوں تک پاکستان اور بلوچستان کا جو اقتصادی مسئلہ ہے نوکریوں کا مسئلہ ہے گیس کا مسئلہ ہے ہم ساتھ ہیں کل بھی ڈاکٹر صاحب فتویٰ لگا رہے تھے کہ آپ علمائے یہود ہیں علمائے ثور ہیں۔ فقہ میں سیاست نہیں پھر بھی میں نے ان کو کچھ نہیں کہا ہے میں نے کسی کو کافر نہیں کہا ہے ابھی وہ بول رہے ہیں یہ ان کی شان اور ان کے اندر کی عکاسی کرتا ہے۔ ان کی زبان ہے ان کی سیاست فراڈ ہے۔ تاوان کیا تھا آئی ایس آئی پر سیاست ایک دھوکہ دہی ہے پاکستان میں سیاست ایک مقدس پیشہ تھا۔ ان کی لیڈر شپ کے لئے بلوچوں کے لئے پشتونوں کے لئے قربانیاں دی ہیں۔ آج ایڈمنسٹریشن میں ضبط نہیں ہے۔ ان کو پارلیمانی آداب سکھائیں وہ گالیاں بھی دے رہے ہیں۔ میں معاف کرتا ہوں۔ شکریہ

**جناب اسپیکر** : مسٹر ارجن داس بگٹی

**مسٹر ارجن داس بگٹی** : شکریہ جناب۔ معزز اراکین اسمبلی سردار اختر مینگل صاحب کی تحریک التواء بعنوان صوبائی خود مختاری اس پر تیسرا دن ہے بحث ہو رہی ہے ہمارے کو لیگ بات کر چکے ہیں اور کل بھی پارٹی کے ساتھی پارٹی کے کولیگ نے تقریر کی تھی۔

جناب اسپیکر کل ہماری پارٹی کے ایک ممبر میر ظہور حسین صاحب کھوسہ نے بھی تقریر کی تھی۔ جناب تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ بلوچستان کے حقوق کی بات۔ بلوچستان کی ترقی کی بات جب بھی اٹھی ہے۔ مجھے تاریخ کے حوالے سے آج تک یاد ہے کہ جب اس اسمبلی میں 1989ء میں صوبائی حکومت کے قائد۔ نواب محمد اکبر خان بگٹی تھے۔ انہوں نے اس صوبائی خود مختاری کے حوالے سے ایک قرارداد انہوں نے اس ہاؤس میں لائے تھے اور میں اس دوران ایک صوبائی وزیر کی حیثیت سے اس صوبے کی خدمت کی سرانجام دہی کر رہا تھا۔ تو وہ قرارداد بھاری اکثریت سے منظور ہوئی تھی۔ جناب اسپیکر صاحب آپ کی اجازت سے میں وہ الفاظ جو اسمبلی کے ریکارڈ پر موجود ہے

جو بلوچستان کے عوام کو بخوبی طور پر یاد ہوں گے۔ کہ نواب صاحب کی اس صوبائی خود مختاری کے حوالے سے جو بات کی تھی۔ جناب اسپیکر بات ہو رہی تھی صوبائی خود مختاری کی۔ قرارداد پر جو پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ جس کی نمائندگی ہم سب کر رہے ہیں اس لئے بلوچستان کی عزت و ناموس اور وقار کا تحفظ ہمارا اولین فرض ہے بلکہ یہ گزر جانے والی نسلوں کا ہم پر قرض اور ہمارے آنے والی نسلوں کی ہماری اوپر ذمہ داری ہے۔ جناب اس قرض اور ذمہ داری کو نبھانے کی خاطر ہی تو ہم یہاں بیٹھے ہیں جناب اسپیکر صاحب اس دوران ہمارے جو کولیگ تھے۔ ڈاکٹر مالک صاحب جناب سعید احمد ہاشمی صاحب اس قرارداد کی حمایت میں وہ بھرپور انداز سے بولا تھا اور آج بھی اس بات کی ہمیں نشاندہی ملتی ہے کہ ہر فورم پر چاہے وہ سیمینار کی صورت ہو۔ چاہے وہ اسمبلی کا فورم ہو۔ چاہے وہ میڈیا اخبار ہو۔ اس میں ہمیشہ ہمارے قائد جمہوری وطن پارٹی نواب محمد اکبر خان بگٹی اور پھر ہماری پارٹی کے تمام ساتھیوں نے اس بات کو بار بار دھرایا ہے کہ بلوچستان کا سب سے بڑا مسئلہ حقیقی صوبائی خود مختاری ہے۔ جناب والا! اس موضوع پر بحث چل رہی ہے میں قائد جمہوری وطن پارٹی کی استقامت۔ استقلال اور دلیری کے اس مظاہرہ کو اچھی طرح دیکھتا ہوں۔

**جناب اسپیکر** : قرارداد پر بھی آپ کچھ بولیں۔

**مسٹر ارجن داس بگٹی** : جناب میں اسی قرارداد کی طرف آرہا ہوں یقیناً یہ بلوچستان کا ایک اہم ترین مسئلہ ہے یہ اشو اس سے پہلے بھی اٹھایا جاچکا ہے تاہم سردار محمد اختر مینگل صاحب نے اس ایشو کو دوبارہ اس مقدس فورم پر لائے ہیں۔ ہم ہماری پارٹی اس کی تائید کرتی ہے۔ یہ مسئلہ بہت اہم نوعیت کا حامل مسئلہ ہے بہت وسیع مسئلہ ہے اپنے اندر مختلف موضوعات لئے ہوئے ہیں۔ جس کے لئے مختصر الفاظ میں خیالات کا اظہار کرنا میرے خیال میں انصاف نہ کرنے کے مترادف ہوگا۔ لیکن میری یہ کوشش ہوگی کہ کم وقت کے اندر اس پر بامعنی جس قدر بول سکوں بولوں جناب دنیا کی تاریخ پر

جب نظر جاتی ہے تو مغرب و مشرق کی جمہوری ممالک کثیر القوم دکھائی دیتے ہیں۔ ان ممالک کے اندر رہنے والے باشندے اپنے رہن سہن زبان روایات کلچر اور تہذیب کے حوالے سے ایک دوسرے سے نہ صرف مختلف ہیں بلکہ اس ملک کے جغرافیائی حوالے سے ان کی حیثیت ایک دوسرے سے جدا جدا ہے۔ جناب اسپیکر یہ تاریخی سلسلہ کہیں پر تو صدیوں سے رواں دواں ہے اور ہمارا ملک بھی اسی زمرے میں آتا ہے جغرافیائی طور پر ہمارا ملک چار صوبوں میں منقسم ہے۔ 1970ء یہ صوبے انتظامی اور سیاسی طور پر اپنی اپنی الگ حیثیت سے کام کررہے ہیں۔ ان صوبوں کے اندر منتخب اسمبلیاں بھی موجود ہیں اور اپنے طور پر ملک کی وحدت سالمیت اور استحکام کے لئے دن رات اپنے اپنے فرائض بھی سرانجام دے رہی ہیں۔ مگر اسی سلسلے میں یہ گزارش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ دستور کی دفعات کے مطابق ہر صوبے کو متعین شعبہ جات میں عمل درآمد کرنے کی خود مختاری بھی موجود ہے۔

مگر اسے حقیقت کی کسوٹی پر کھا جائے۔ تو یہ نظر آتا ہے کہ عملی طور پر اس کے برعکس ہو رہا ہے۔ جس سے صوبوں کی آمدنی اور یہاں رہنے والے باشندے عرصہ دراز سے محرومی اور مایوسی میں اپنے آپ کو گھرا ہوا محسوس کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں اپنے اختیارات کی ہی کی تدارک کرنا اب وقت کا تقاضا ہے۔ اگر ہم اپنے آپ کو دیکھیں۔ اور مشرق اور مغرب کی جمہوریتوں پر نظر دوڑائیں تو یہ صاف نظر آتا ہے کہ ان ملکوں کے اندر مرکز نے کبھی بے جا مداخلت نہیں کی ہے۔ جس کی مثالیں امریکہ' انگلینڈ' جرمنی ملائیشیا کے اندر واضح طور پر موجود ہیں۔ انہوں نے بہت قلیل مدت میں سماجی اقتصادی و سیاسی میدانوں میں ایسی مثالی ترقی کی ہے جس پر ہر ہوش مند معاشرہ فخر کرسکتا ہے۔

جناب اسی سلسلہ میں مزید یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ باقی صوبہ جات کے مقابلے میں بلوچستان کے ساتھ شروع سے ہی سوتیلی ماں سا برتاؤ ہوتا رہا ہے۔ جس سے اس کی

ترقی کی راہیں محدود ہوتی جا رہی ہیں۔ جناب اسپیکر صوبائی خود مختاری کے سلسلے میں آج سوئی گیس کی رائلٹی کی بات ہوئی۔ بے روزگار ملازمین کی بات ناخواندگی اور غربت ، موضوعات تو بہت ہیں۔ اگر ہم ان محرومیوں کو گننا شروع کر دیں۔ تو اس کے لئے بہت وقت چاہئے۔ پسماندگیوں نے ہمیں اور ہمارے صوبے کو اس جگہ لا کھڑا کر دیا ہے۔ آج ان محرومیوں اور پسماندگیوں میں نہ صرف ہماری اکثریتی آبادی متاثر ہو رہی ہے بلکہ اقلیتیں بھی احساس محرومی میں ہیں۔ ایک وقت تھا جب صوبہ بلوچستان میں شرح خواندگی نہ ہونے کے برابر تھا مگر اب تفصیل سے دیکھا جائے تو ہمارے ہاں مختلف تعلیمی اداروں سے ڈپلومہ ہولڈر اور ڈگری ہولڈر کی ان گنت تعداد ہے۔ جناب اسپیکر صاحب پاکستان کے دیگر صوبوں کی تعلیمی شرح لگ بھگ 35 فیصد ہے۔ بلوچستان میں یہ شرح 8 فیصد ہے لیکن اس کے باوجود آج صوبے میں اعلیٰ تعلیم یافتہ بے روزگاروں کی تعداد انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ اس کی وجہ صرف صوبائی خود مختاری کے حصول پر بات آکر رکتی ہے۔

(45) وفاقی محکموں اور (72) خود مختار اداروں میں اس وقت تقریباً" تین لاکھ افراد برسر روزگار ہے۔ جس میں بلوچستان کا صوبائی کوٹہ تقریباً" ایک لاکھ چھاسٹھ ہزار (1'66000) بنتا ہے۔ لیکن بلوچستان کی ایک فیصد سے کم افراد کو آج تک ملازمتیں نہیں دی گئیں۔ صوبائی حکومت نے بھی اس اہم مسئلے کی طرف اب تک اس سے قبل کوئی خاص توجہ نہیں دی ہے۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ آج جو یہ تحریک التواء اس ایوان میں آئی ہے۔ خدا کرے وہ درجہ قبولیت کا شرف حاصل کرسکے اس سے قبل جتنی بھی قرار دادیں تاریخ کے پنوں میں درج ہے۔ ان پر اب تک کوئی عمل در آمد نہیں ہوسکا جن کو ہمیشہ ہم اور ہماری پارٹی نواب محترم اس بارے میں نشاندہی کرتے آئے ہیں۔ جناب اسپیکر اس وقت بہت اہم مسئلہ ہے بے روزگاری کا ہمارا مرکز میں جو ملازمتوں کا کوٹہ اس صوبے کا حق بنتا ہے۔ وہ بھی اس وقت ممکن ہوسکے گا۔ جب صوبائی خود

مختاری اس صوبے کو مل سکے گی۔ یہ بہت ہی انتہائی افسوس اور دکھ کی بات ہے۔ کہ اس وقت ہمارے پاس ایک گوشوارے کے مطابق ایک اندازے کے مطابق اور ایک پرنٹڈ لسٹ میرے ہاتھ میں ہے۔ کہ اس وقت رقبے کے لحاظ سے ایک وسیع ترین رقبے کا عامل صوبہ اور آبادی کے لحاظ سے ملک کی کل آبادی کا پانچ فیصد آبادی پر مشتمل صوبہ جس کے پاس اس وقت تعلیم یافتہ بے روزگار گریجویٹ کی تعداد ہزاروں تک پہنچ چکی ہے جس میں سول انجینئرز 103' الیکٹریکل انجینئرز 119' پیٹرولیم انجینئرز 127' میکینیکل انجینئرز 35' انڈسٹریل انجینئرز کمپیوٹر انجینئرز الیکٹرانکس انجینئرز ڈاکٹرز گریجویٹس تقریباً" 2125' پوسٹ گریجویٹس 1230' بزنس پوسٹ گریجویٹس اور ایگریکلچر گریجویٹس 286 جناب اسپیکر اس لسٹ کو اس ایوان میں لانے سے میرا مراد یہ ہے کہ ہم اس مقدس ایوان میں الیکٹ ہو کر عوام کے امنگوں کی ترجمان ہو کر کے اس وقت اس اسمبلی میں بیٹھیں ہوئے ہیں۔ اس بات کا احساس ہم نے ہی کرنا ہے۔ اپنے بے روزگار تعلیم یافتہ نوجوانوں کو با روزگار ہم نے بنانا اور اس کے علاوہ اپنے بلوچستان کے صوبائی حقوق کی بات ہم نے ہی کرنی ہے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد اگر کسی کو روزگار نہیں ملتا تو آپ یہ جانتے ہیں۔ کہ وہ نوجوان کتنی مایوسی میں چلا جاتا ہے۔ جب کہ وہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد چھوٹی موٹی تجارت اور زمینداری سے ویسی ہی چلا جاتا ہے۔ تو یہ اس وقت ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ جب صوبائی خود مختاری کے حقوق کا تعین ہوں۔ جہاں حقوق کی بات آتی ہے۔ تو اہم اقلیتیں بھی اس صوبہ بلوچستان کے امینوں کے ساتھ شاہانہ بشانہ موجود ہیں۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔ بلوچستان کی ہندو اقلیت جس کو اس مادر وطن سے اس دھرتی سے ہمیشہ والہانہ محبت رہی ہے۔ اور آج بھی اپنی محبتیں اور خلوص اس صوبے کو ملک پیش کرتی ہے یا ترا کرتے کہ ہمارا ملک ہمارا صوبہ ترقی کی ان شاہراؤں پر گامزن ہو جہاں نسلی ہم آہنگی نہ ہو لسانی ہم آہنگی نہ ہو جہاں قبائلی ہم آہنگی ہو جہاں برادرانہ ہم آہنگی و محبت ہو جہاں حقوق کا تعین ہو۔ جس میں

محرومیوں کی تلافی ہو مایوسیوں کی اندھرے چھٹے اور خدا ہمیں وہ طاقت دے بلا امتیاز رنگ و نسل عوام الناس کی فلاح و بہبود کے لئے ہم کام کر سکیں۔ اس سے قبل تو جب بھی بات اٹھی ہے۔ اس مقدس ایوان میں عملی طور پر اس پر عمل درآمد نہیں ہوسکا۔ توقع رکھتے ہیں۔ کہ آج جو کچھ ہم اس معزز ایوان کے توسط سے جناب اسپیکر آپ کے توسط سے اپنی عوام الناس تک اپنے احساسات پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں ہماری دعا ہے۔ بقول کسی کے۔ کچھ اور بڑھ گئے جو اندھیرے تو کیا ہوا۔ مایوس تو نہیں ہیں طلوع سحر سے ہم جناب اسپیکر ہم اور ہماری پارٹی اس تحریک کی پرزور تائید کرتے ہیں۔ جب بھی بلوچستان کی حقوق کی بات آئی ہے۔ ہم اور ہماری پارٹی اور ہماری پارٹی کے قائد نے ہمیشہ اس بات کی نشاندہی کی ہے۔ اور ایک دلیری اور جرات مندانہ اور استقامت سے ہر فورم پر اس بات کو اٹھایا ہے۔ اور آج بھی ہم انہی کے نقش قدم پر بلوچستان کے حقوق کی تعین کی بھرپور انداز میں حمایت کرتے ہیں تائید کرتے ہیں خدا حافظ۔

**جناب اسپیکر** : شکریہ ارجن داس صاحب جناب خان محمد جمالی صاحب۔

**میر خان محمد جمالی (وزیر خوراک)** : جناب اسپیکر سردار اختر مینگل نے جو تحریک التواء پیش کی ہے۔ جیسا کہ سردار ثناء اللہ نے کہا کہ دیر اید درست آید۔ صحیح ٹائم پر انہوں نے یہ قرار داد پیش کی لیکن بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑے گا۔ کہ آج مرکز میں وہ حکومت ہے۔ جس نے ہمیشہ بلوچستان کو نظرانداز کیا۔ اگر مرکز میں کوئی اور حکومت ہوتی تو شاید ہماری شنوائی بھی ہوتی۔ میں کہتا ہوں کہ صوبے میں خود مختاری ہونی چاہئے۔ کیونکہ ہمیں نوکریوں کا کوٹہ ملتا ہے نہ ہماری گیس سرچارج ہے۔ رائلٹی ہے اور مرکز ہر جگہ مداخلت کرتی ہے۔ یہ نہیں پیپلز پارٹی کا ماضی میں یہی کردار رہا ہے۔ 1970ء جب الیکشن ہوئے تو اس وقت صوبے میں نیپ کی اکثریت تھی۔ اور موجودہ اس اسمبلی میں بیشتر اراکین کا تعلق بھی نیپ سے رہا ہے۔ پیپلز پارٹی کی اکثریت ویسٹ پاکستان میں تھی وہ برداشت نہیں کرسکتی تھی کہ مجیب الرحمان پرائم منسٹر آف پاکستان

بنے۔ لہٰذا پیپلز پارٹی نے سازشیں کیں ملک کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کیا اور اس وقت جب بلوچستان کے غیور عوام مطالبہ کرتے ہیں ہمیں رقبے کے بنیاد پر فنڈز دیا جائے اس وقت فنڈز آبادی کے حساب سے ہوتے تھے لیکن مشرقی پاکستان نے جب مطالبہ کیا کہ ہمیں آبادی کے حساب سے دیئے جائیں تو یہاں بھٹو صاحب نے کہا نہیں بابا مشرقی پاکستان رقبے کے لحاظ سے بہت چھوٹا سا ہے۔ اور مغربی پاکستان رقبے کے لحاظ سے بڑا ہے لہٰذا ان کو اس بنیاد پر فنڈز ملیں گے۔ کیونکہ اس کا رقبہ بڑا ہے۔ آج بھی وہی دوست ہمارے اس ایوان میں بیٹھے ہیں۔ وہ مختلف پارٹیوں میں ہیں۔ اس کا ہمیں صلہ کیا ملا جناب اسپیکر مشرقی پاکستان ہم سے جدا ہوگیا۔ کیونکہ بھٹو صاحب نے اپنی کرسی بچانی تھی اور وزیر اعظم بنا تھا۔ اگر 1973ء کو دیکھا جائے تو بلوچستان کی پہلی اسمبلی جو وجود میں آئی۔ اس کے ساتھ بھٹو صاحب نے کیا کیا۔ آئینی اسمبلی کو توڑ دیا اور بلوچستان میں گورنر راج نافذ کیا۔ اس کے بعد جب بلوچستانیوں نے پختون بھی ہمارے بھائی اور ہم سب بھائی ہیں۔ جب ہم لوگوں نے اپنے حقوق کی بات کی تو ہمارے اوپر فوج کشی کی گئی ہمارے اوپر بمباری کی گئی ہمارے بلوچوں کو زندہ ہیلی کاپٹروں سے پھینکا گیا اور ہماری عورتوں سے ساتھ ریپ کیا گیا۔

میں ان سے پوچھتا ہوں صادق آج بیٹھے ہوئے ہیں کیچڑ اچھالا ہے انہوں نے بخدا میرا کوئی ارادہ نہیں تھا کہ میں تقریر کروں گا کیونکہ ہمارے دوست سب تقریریں کر رہے تھے اور ہماری نمائندگی کر رہے تھے لیکن آج انہوں نے گھرے ہوئے الزامات جمالیوں پر لگائے کہ جمالی جو ہے وہ لڑاتے ہیں بلوچوں کو لڑاتے ہیں پٹھانوں کو لڑاتے ہیں سیندھیوں کو لڑاتے ہیں کیا میں صادق صاحب سے پوچھوں کہ تمہارے فیصلے کون کراتے ہیں تم لوگ کس کے پاس فیصلے لے آتے ہو ہم لوگ بیٹھ کر ان کے فیصلے کرتے ہیں۔

**میر محمد صادق عمرانی** : کیوں غلط بات کر رہے ہو آپ۔

**جناب اسپیکر** : صادق صاحب آپ تشریف رکھیں۔

**خان محمد خان جمالی (وزیر)** : اگر وہ سازش کرتے تو وہ شہید نہیں ہوتے سجھ آئی صادق نے آج جو الزامات لگائے ہمارے خاندان پر جمالیوں پر اس کی تو تاریخ گواہ ہے پاکستان بنایا بلوچوں اور پٹھانوں نے مل کے لیکن اس میں سب سے زیادہ کردار کس کا تھا جمالی فیملی کا ادھر سے جو گیزئی فیملی کا زہری فیملی کا خان قلات کا۔

**میر محمد صادق عمرانی** : جناب ان کا کردار آج بھی

**جناب اسپیکر** : آپ تشریف رکھیں عمرانی صاحب

**خان محمد خان جمالی (وزیر)** : میں ایسی باتیں نہیں کر رہا ہوں کہ یہ تحریک سے کوئی ہٹ کر کے باتیں ہیں یہ سب تاریخی باتیں ہیں تاریخ بتاتی ہے کتابوں کی باتیں ہیں آپ ہوا کی باتیں کر رہے ہیں جناب اسپیکر صاحب یہ ملک بلوچوں نے پٹھانوں نے مل کر محنت سے جدوجہد سے بنایا اور ہم نے جب اپنا صوبہ بنایا اس وقت ڈکیٹر ایوب خان کی حکومت تھی 1958ء میں لینڈ ریفارمز لائے خان آف قلات کو ہارسٹ کیا ہم بلوچ پہاڑوں پر چلے گئے گو ان میں سے کچھ بندوق اٹھا سکتے تھے کچھ بندوق نہیں اٹھا سکتے ہیں۔

**میر محمد صادق عمرانی** : بلوچی تاریخ تو بتائیں؟

**جناب اسپیکر** : صادق صاحب آپ تشریف رکھیں۔

**خان محمد خان جمالی (وزیر)** : لیکن جہاں تک ہو سکتا تھا سب بلوچوں نے ایک دوسرے کی بندوقوں سے مالی امداد کی ہمارے کچھ بلوچ پہاڑوں پر چلے گئے اس کے بعد مسلسل جدوجہد رہی 1973ء کا تو سب کو پتہ ہے کچھ انہوں نے ہمارے ساتھ کیا پیپلز پارٹی نے یہ تو ہمارے علاقے کے ہیں ان سے پوچھوں اس نے کیا کیا ہے علاقے کے لئے بھٹو صاحب نے سیف اللہ شاخ نکالی ہم لوگوں کو خوش کرنے کے لئے کہ جی سیف اللہ نگسی شاخ میں نکال رہا ہوں وہ بلوچوں کو پانی دے گی لیکن نہیں اس میں سے صادق

صاحب بتائے ایک واٹر کورس بھی ہم لوگوں میں سے کسی کو ملا نہیں وہ سارا پانی سندھ لے گیا ہے اس کے بعد حیردین ڈرین یہ بھی بھٹو صاحب کے زمانے میں بنی حیردین ڈرین کھارا کڑوا پانی انہوں نے اٹھا کے کیر تھر کے میٹھے پانی میں ڈال دیا آج یہ بولتے ہیں کہ جی ہم بلوچستان کے حقوق کے لئے لڑیں گے کیا لڑیں گے یہ جی کچھ بھی نہیں صرف ذاتی مفاد کے لئے جناب اسپیکر صاحب اس پانی سے ہماری زمینیں سیم اور تھور کا شکار ہوگئیں ہماری زمینوں کی پیداوار کم ہوگئی یہ دیا پیپلزپارٹی نے ہمیں اور پھر انہوں نے کچھ نہیں دیا آج آپ ہیں ہم ہیں ٹریژری بینچز ہے اپوزیشن بینچز ہے جمہوری وطن پارٹی ہے بجلی جو پانچ گاؤں ہمیں سال میں ملتے تھے ہمارا حق وہ کاٹ کر کے پیپلزپارٹی والوں کو دے دیا جو یہ ریکمنڈ کرے جناب اسپیکر ایسا کیوں ہو رہا ہے۔

**میر محمد صادق عمرانی** : جناب اسپیکر اذان ہو رہی ہے اذان کے لئے وقفہ ہونا چاہئے۔

**خان محمد خان جمالی (وزیر)** : سائیں دو بجے تک ٹائم ہے ہماری الیکٹریفکیشن ختم کردی ان لوگوں نے سوشل ایکشن بورڈ اس کے ممبر کون ہیں اس کے چیئرمین کون ہیں کہاں کہاں کام ہو رہا ہے انہی علاقوں میں جہاں پیپلزپارٹی کے نمائندے ہیں یا ان کے اتحادی ہے یہ کونسی جمہوریت ہے۔ جناب اسپیکر صاحب یہ کونسی جمعیت کی بات کرتے ہیں یہ تو اپنی سیاست چمکانے کے لئے بات کرتے ہیں صادق ہمارا بھائی ہے لیکن سیاسی اختلافات اپنی جگہ پر ہے لیکن جہاں تک کوئی کسی کی کردار کشی کرے گا تو اس کو جواب دینا چاہئے قبضہ گروپ اس دن تحریک التواء تھی۔

**جناب اسپیکر** : جمالی صاحب تحریک التواء صوبائی خودمختاری پر ہیں۔

**خان محمد خان جمالی (وزیر)** : دیکھئے اسپیکر صاحب اس نے جو بولا آپ مجھے بھی بولنے دیجئے میرا بھی حق ہے ظہور خان نے تحریک التواء پیش کی اس کے بعد انہوں نے اس کی منتیں کیں کہ خدا کے لئے تحریک التواء واپس لے لو اس میں کہا تھا صادق

عمرانی قبضہ گروپ ہے۔

**جناب اسپیکر** : صادق صاحب آپ تشریف رکھیں یہ الفاظ جو ہے کارروائی سے حزف کئے جائیں آپ تشریف رکھیں بلوچستان اسمبلی کا اپنا ایک مقام ہے آپ تشریف رکھیں صادق صاحب میں آپ کو اسمبلی سے نکالتا ہوں۔ آپ اسمبلی سے نکل جائیں۔

**میر محمد صادق عمرانی** : یہاں پر صرف وفاق اور صوبوں کو پیپلز پارٹی کی حکومت کو ختم کرنے کے لئے آپ نے یہاں پر ایسی ایسی باتیں کی ہیں۔

**جناب اسپیکر** : ان کو آپ اٹھا کر لے جائیں آپ کو آرڈر دے رہا ہوں۔ اس موقع پر ساجنٹ ایٹ آرمز بمعہ سیکورٹی کے افراد جناب صادق عمرانی کو ایوان سے لے کر باہر نکل گئے

**خان محمد خان جمالی (وزیر)** : تو جناب اسپیکر صاحب میں کہہ رہا تھا قبضہ گروپ انہوں نے ڈیرہ مراد جمالی میں بنگلے بنائے ہیں گورنمنٹ کی زمین پر قبضہ کیا ہے کیونکہ یہ پیپلزپارٹی کا ہے اس کے علاوہ انڈسٹریل اسٹیٹ کی زمین پر بھی قبضہ کیا ہوا ہے اور صادق صاحب تو چلے گئے تو میں سردار اختر مینگل کی اس تحریک التواء کی اپنے آزاد گروپ کی حیثیت سے بھرپور حمایت کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ مرکز جو ہے آئین میں تبدیلی لا کے بلوچستان کو خود مختاری دیں گے۔ تھینک یو مسٹر اسپیکر - جناب اسپیکر کے حکم سے کارروائی سے حزف کئے گئے۔

**جناب اسپیکر** : جناب کچکول علی صاحب۔

**مسٹر کچکول علی بلوچ (وزیر)** : جناب اسپیکر میرے خیال میں سردار صاحب نے جو ایک اہم ایشو کی تحریک التواء پیش کی ہے ہرچند کہ تحریک التواء کی جو کاغذی فرد ہے میرے پاس اس وقت موجود نہیں لیکن اس پر جو بحث ہو رہا ہے تحریک التواء پر اس پر پریذیڈنٹ صاحب نے پانچ مئی کی اسی تاریخ میں مئی کے مہینے میں ایک آرڈیننس ایشو کی ہے جس کے تحت اس نے صوبوں میں جو اراضیات وغیرہ ہیں فیڈرل گورنمنٹ کو یہ

یہ چاہئے کہ ہم اس اسمبلی کی رہنمائی کرائیں لیکن اسی طرح جو فیڈرل گورنمنٹ کی کمزوری ہے کہ اسمبلیاں ہوتے ہوئے وہ آرڈیننس پاس کرلیں میرے خیال میں وہ زیادتی ہے اس طرح وہ زمینوں کے سلسلے میں کنکریٹ لسٹ کی آپ آئٹم نمبر 11 کو ملاحظہ فرمائیں اس میں بھی جو زمینوں کے سلسلے میں صوبوں کو اختیارات دیئے گئے ہیں وہ بھی سر موجود ہیں باقی بات آتی ہے مالیاتی تقسیم یا جو صوبائی خود مختاری ہے سر میرے خیال میں اس سلسلے میں بہت سے ہمارے مقررین نے اسمبلی کو جو زریں رائے دی ہے یا گرم گرم بحث ہوئی ہے ہمارا یہی خیال تھا کہ ہمیں بولنا نہیں چاہئے لیکن میں کوشش کرلوں گا کہ میں اپنی تقریر اس حد تک محدود کروں کہ یہ خود مختاری کیا ہے جناب عالی پہلے ہمیں چاہئے جو پاکستان کا آئین ہے یہ کیا بلا ہے یا کیا چیز ہے پاکستان کا یہ تیسرا آئین ہے یہ ہے 1935ء انڈین ایکٹ کا چربہ یا یہ اس 35 ایکٹ سے جتنے آپ کے آئین بنے ہوئے ہیں 56 میں 62 میں ہر چند کہ ان کے خدوخال میں انہوں نے کچھ تبدیلیاں کی ہیں اور 73ء کے آئین میں صرف یہ فرق ہے کہ 35ء ایکٹ میں تین (3) لسٹ تھے اور 73ء کے آئین میں دو لسٹیں ہیں 35ء کی ایکٹ میں ایک لسٹ تھا اسٹیٹ لسٹ ایکٹ ایک تھا سینٹرل ایک تھا کنکرنٹ یہ جس وقت 73ء کا آئین بنایا نہیں گیا تھا 62ء کے آئین میں بھی یہ تینوں لسٹیں تھیں لیکن بعد میں انہوں نے اسٹیٹ لسٹ نکال دیا اور اس میں جتنے آئٹم تھے انہوں نے کنکرنٹ لسٹ میں شامل کئے اور فلاسفی جو ہے کانسٹی ٹیوشن کی جو اسکیم ہے اس وقت اس لئے انہوں نے اسٹیٹ لسٹ یا باقاعدہ لسٹ ختم کیا جتنے ٹرانزیکشن یا جتنے واقعات رونما ہوں گے وہ آٹومیٹکلی صوبوں کے اختیار میں آئیں گے وہ ایک ڈیپ ایشو ہے اور ساتھ ساتھ کنکرنٹ لسٹ کی بھی اہمیت یا 73ء کے آئین کی اہمیت جو بھی ہے وہ اس طرح ہے کہ کنکرنٹ لیسٹ میں جتنے آئٹمز ہیں ان پر عمل درآمد صوبوں کے اختیار میں ہے لیکن یہ آمر مجبوری وفاقی حکومت کو کیونکہ جو ہم لوگوں کی کنسٹیچوشنل اسکیم ہے اس میں انہوں نے کنسولڈین پیٹرن پر جو ہم لوگوں نے

اختیار دیا گیا ہے کہ انہیں الاٹ کریں اور اس کے ساتھ اس تحریک التواء میں۔

**سردار ثناء اللہ زہری (وزیر)** : اسپیکر صاحب پوائنٹ آف آرڈر میں بڑی معذرت کے ساتھ کہنا چاہوں گا کہ صادق نے جو خان محمد جمالی کے بارے میں اس کے فیملی کے بارے میں جو ریمارکس دیتے ہیں ان کو حزف کیا جائے۔

**جناب اسپیکر** : میں نے حزف کر دیا تھا اسی وقت

**مسٹر کچکول علی بلوچ (وزیر)** : جناب اسپیکر زمین کے سلسلے میں ساتھ ہی ساتھ اس تحریک التواء میں جو خود مختاری مالیاتی معاشی جو صوبوں اور وفاق کے درمیان جو حقوق کے بارے میں میرے خیال میں اس میں ذکر تھا لیکن میں اس میں کچھ اور اضافہ کرلوں گا کہ آرڈیننس جو پریذیڈنٹ۔

**جناب اسپیکر** : کچکول صاحب آپ اپنی تقریر

**مسٹر کچکول علی بلوچ (وزیر)** : جناب اسپیکر پریذیڈنٹ صاحب نے جو آرڈیننس ایشو کی ہے زمینوں کے سلسلے میں تو اس پر یہ کہوں گا کہ اسمبلی کے ہوتے ہوئے پریذیڈنٹ کو آرڈیننس ایشو کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ یہ ایک مسلم اصول ہے کہ جب اسمبلیاں موجود ہوں پارلیمنٹ موجود ہوں اور وہ بھی آن سیشن ہو اور خاص کر ہرچند کہ ہماری صوبائی اسمبلیاں ان کا جو سیشن ہوتا ہے قدر تاخیر سے لیکن جو قومی اسمبلی اور سینٹ اسمبلیاں ہوتی ہیں میرے خیال میں اس میں اتنی گیپ یا تاخیر نہیں ہوتی ہے کہ پریذیڈنٹ نے یکلخت ایک آرڈیننس اسمبلیوں کے موجود ہوتے ہوئے ایشو کی ہے میری خیال میں یہ اسمبلیوں کا جو وجود ہے ان کے وجود سے انحراف کی شکل ہے دوسری بات یہ ہے کہ آیا وفاقی حکومت کو صوبوں کے ہاں زمینات یا اراضی لینے کا اختیار ہے سر اگر آپ کانسٹی ٹیوشن کے آرٹیکل نمبر 40 کو دیکھیں اور اس میں جو لسٹ ہے آپ کی فیڈرل لجسلیٹیو لسٹ ایٹم 37 کے تحت سوائے نیوی آرمی باقی وفاقی حکومت کو زمینات لینے کی حقوق نہیں ہیں کیونکہ ایک چیز جب آئین میں ہو تو ہم لوگوں کو

Convensing کی انہوں نے کنسٹرکشن کی ہے اس میں یہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کی سپرسیڈری رائٹ آف پراونشل گورنمنٹ اور پراونشل کے رائٹس ہیں وہ کنکرنٹ لسٹ میں ہین وہ بوقت مجبوری یا ناگزیر حالات کے تحت فیڈرل گورنمنٹ صوبوں کے یا کنکرنٹ لسٹ کو سپرسیڈ کر سکتا ہے ناگزیر لفظ ہے سر میں یہ کہتا ہوں کہ یہاں جس وقت پاکستان میں اس آئین کے تحت جو خود مختاری دی گئی تھی کنکرنٹ لسٹ کی روشنی میں یا وہ واقعات جو کنکرنٹ لسٹ یا کہ فیڈرل لجسلیٹو لسٹ کے ہوتے ہوئے یہاں یہ موجود نہیں وہ صوبوں کے ہاں ہوں گے میں نے دیکھا ہے کہ وہ سارے حقوق وفاقی حکومت نے غصب کئے ہیں حالانکہ آپ دیکھ لیں محکمہ صحت ایک وفاقی ادارہ ہے لیکن آپ وفاق کی صحت کی ڈیپارٹمنٹ کو لیں اور سارے صوبوں کی ڈیپارٹمنٹس کو اکھٹا کر لیں پھر بھی وفاقی محکمہ کی جو صحت ہے ان چاروں صوبوں سے بھی بڑھ کر ہے اس طرح مین پاور کو لیں اسی طرح آپ لیبر کو لیں اسی طرح آپ دوسرے محکموں کو لیں فیڈرل گورنمنٹ نے بغیر ناگزیر حالات کے کسی مجبوری کے اور بغیر کسی Debate کے ان معاملوں کو اسمبلی میں لائے اس نے یہ آرڈیننسوں کے ذریعے یا نوٹیفکیشنوں کے ذریعے جتنے آپ کے صوبائی اختیارات ہیں انہیں اس نے سپرسیڈ کئے اگر سر آپ ملاحظہ فرمائیں کنکرنٹ لسٹ میں جتنے بھی آئٹم ہیں وہ سارے ڈیپارٹمنٹ اس وقت فیڈرل حکومت میں موجود ہیں اور انہوں کی ڈیپارٹمنٹ کا اتنا بڑا ہجوم کیا ہے کہ یہ آپ کے صوبوں کے ڈیپارٹمنٹ کے ہجوم سے بھی زیادہ ہیں میں کہتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہمیں کیا کرنا چاہئے یہ سارے ناانصافیاں ہو رہی ہیں ہمارے ایک بہترین شاعر Teveson کہتا ہے کہ مجبوری میں بچے کو ایک نفسیاتی عمل ہے۔

**جناب اسپیکر** : کچکول صاحب آج کی اسمبلی کی کارروائی ختم ہو رہی ہے آپ اگلے دن بقیہ تقریر یعنی اتوار کے دن کریں۔

**جناب اسپیکر** : اب اسمبلی کی کارروائی مورخہ 26 مئی 1996ء بوقت گیارہ بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔ (اسمبلی کا اجلاس دو بجے دوپہر مورخہ 26 مئی 96ء گیارہ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)